بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحیح
تاریخ الاسلام والمسلمین

ماخذ

قرآن مجید — صحیح احادیث — صحیح مسلم

مؤلف

مسعود احمد، بی، ایس سی۔ امیرِ جماعت المسلمین

جماعت المسلمین



مقدّمہ

اسلام کے خلاف بہت سی سازشیں بَرپا ہوئیں۔ متعدّد قسم کے زہر پھیلائے گئے۔ دشمنانِ اسلام نے مختلف لبادے اوڑھے۔ اسلام سے باہر رہ کر بھی اسلام کی بیخ کَنی کی اور بظاہر اسلام میں داخل ہو کر مُنافق کی حیثیت سے بھی سازشیں کرتے رہے۔ منجملہ ان سازشوں کے ایک سازش یہ بھی کی کہ اسلام کی تاریخ کو مسخ کر دیا۔ وہ معاشرہ جس کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے فیضِ صحبت سے تیار کیا تھا، جس معاشرہ کی تربیت اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں ہوئی تھی، جس معاشرہ کی تعریف میں قرآنی آیتیں اُتری تھیں اُسی معاشرہ اور معاشرہ کے افراد کے متعلق ایسی زہر افشانی کی کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ قرنِ ثانی اور قرنِ ثالث کے اکابر کے اُوپر بھی اِسی قسم کے الزامات لگائے۔ خود ساختہ واقعات کو رنگ آمیزی اور نمک مرچ لگا کر اِس طرح پیش کیا کہ پڑھنے والے اپنے اکابر کے متعلّق بدظنی کا شکار ہو گئے اور پھر ان تمام زہر افشانیوں، افتراء پردازیوں کو تاریخ میں اِس طرح سمو دیا کہ جھوٹ سچ میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا۔

۲۔ موجودہ زمانہ میں اسلام سے بیزار کرنے کے لئے یہ چال چلی گئی کہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں ان فرضی واقعات کو تاریخی حقائق (HISTORICAL FACTS) کے نام سے متعارف کرایا گیا۔ اور یہ سازش اِتنی کارگر ہوئی کہ اکثر لوگوں کے ذہن مسموم ہو گئے اور وہ بس یہی سمجھنے لگے کہ تاریخ کا تمام مواد بالکل حقیقت ہے اور اس میں سے کسی ایک واقعہ کے بھی انکار کی گنجائش نہیں۔ الغرض تاریخ پرستی عام ہو گئی۔ اس سازش کی زد میں بڑے بڑے آگئے اور اپنے اکابر کے خلاف مختلف قسم کی زہر افشانی کرنے لگے۔

۳۔ اِس سازش یا تاریخ پرستی نے جو فتنے پیدا کئے وہ یہ ہیں:-

(۱) انکارِ حدیث کیلئے فضا سازگار ہو گئی۔ اگر کوئی حدیث کسی تاریخی واقعہ سے ٹکرائی تو بجائے تاریخی واقعہ کو جُھٹلانے کے حدیث کو یہ کہہ کر جُھٹلایا گیا کہ یہ تاریخی حقائق کے خلاف ہے۔ حالانکہ کہاں تاریخ اور کہاں حدیث۔ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔ حدیث کی جانچ کے لئے بیسیوں فنّ استعمال کئے گئے، راویانِ حدیث کی جانچ پڑتال کی گئی۔ اُن کی ثقاہت، کردار، حفظ و اتقان کو پَرکھا گیا۔ سنَد کو دیکھا گیا کہ متّصل ہے یا منقطع، غرض یہ کہ انتہائی حزم و احتیاط کے ساتھ حدیث کو مدوّن کیا گیا۔ صحیح اور غلط میں خطِ امتیاز کھینچا گیا۔ اس کے برخلاف تاریخِ اسلام کے ابتدائی مؤلّفین میں سے اکثر غیر مستند جھوٹے بلکہ دشمنِ اسلام تھے۔ بعد میں آنے والے متدیّن مؤرّخین کے لئے ان ابتدائی

مؤلفین کی کتابیں ماخذ بن گئیں۔ دوسرے دَور کی ان کتُبِ تاریخ میں بغیر تحقیق وتنقید ہر قسم کے رَطب ویابس کو بھر دیا گیا۔ واقعات کی سَندیں بیان نہیں کی گئیں اگر بیان بھی کی گئیں تو اُن کی صحت یا ضعف کو بیان نہیں کیا گیا۔ یوں کہنا چاہئے کہ ان مورّخین نے جو واقعات محقّقین کے لئے جمع کئے تھے وہ بغیر تحقیق کے مستند سمجھے جانے لگے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حدیث اور تاریخ کے تضاد کی صورت میں تاریخ کی تکذیب کرتے لیکن ہوا اس کے برعکس نتیجہ یہ نکلا کہ حدیث پر سے اعتماد اُٹھ گیا اور اس طرح اسلام کو مسخ کرنے کیلئے راہ ہموار ہو گئی۔

(۲) جب حدیث پر سے اعتماد اُٹھ گیا تو پھر قرآن مجید کی من مانی تاویلیں ہونے لگیں، قرآن مجید بازیچۂ اطفال بن گیا اور ایک جدید اسلام کی داغ بیل ڈال دی گئی۔

(۳) خلافتِ راشدہ کو دشمنانِ اسلام کی نام نہاد ملوکیت میں تبدیل کرنے کا ذمّہ دار صحابۂ کرامؓ اور دوسرے اکابر کو ٹھہرایا گیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ ملوکیت کو غیر شرعی نظامِ حکومت ظاہر کر کے انتہائی کراہت آمیز شکل میں پیش کیا گیا، جس کے نتیجہ میں صحابۂ کرامؓ اور دوسرے اکابر کو محض دنیا دار، مکّار اور خوشامدی کی حیثیت سے پیش کیا گیا۔ کوئی صحابی کسی صحابی کے خلاف زہر افشانی کر رہا ہے، کوئی کسی کے خلاف نبرد آزما ہے۔ آپس میں تلواریں چل رہی ہیں، دنیا کی دَوڑ میں کوئی پیچھے رہنا نہیں چاہتا، مال و دولت اور اقتدار کی ہوس نے سب کو اندھا کر دیا ہے۔ غرض یہ کہ جس معاشرہ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیار کیا تھا وہ اسلام سے کوسوں دور تھا، وہ افراد جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فیض یافتہ تھے وہی صحیح معنوں میں مسلم نہیں تھے تو بعد والوں کا کیا کہنا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (نعوذ باللہ من ذٰلک) اپنے مقصد میں ناکام رہے اور اپنے بعد مُنافق اور دنیا کے پیچھے بھاگنے والے چھوڑ گئے۔ اِس فتنہ نے نبوّت کی عمارت کو متزلزل کر دیا اور اسلام کے متعلّق بدگمانی پیدا ہونے لگی۔

۴۔ یہ ہیں وہ فتنے جو ہماری غلط تاریخ کی وجہ سے وجود میں آئے اور جنہوں نے ہزارہا آدمیوں کے ایمان کو متزلزل کیا۔ موجودہ تاریخ کو پڑھ کر ہماری گردنیں شرم سے جُھک جاتی ہیں کیونکہ اس خونی تاریخ کو ہم اپنی تاریخ سمجھتے ہیں۔ ہمیں اِتنی جرأت نہیں ہوتی کہ اس تاریخ کی صحت سے انکار کر دیں، ذہن مسموم ہو چکے ہیں، دماغ مرعوب ہو چکے ہیں، علم سے تہی دامن ہیں، تقلید کے جراثیم اس قدر سرایت کر گئے ہیں کہ تحقیق کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ	اے ایمان والو، اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے
بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ	تو اُس کی تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ جہالت کے باعث
فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ {حجرات}	تم کسی قوم پر جا پڑو اور پھر تمہیں نادم ہونا پڑے۔

اس عظیم الشّان فرمان کے باوجود ہم نے کبھی یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ کسی واقعہ کا بیان کرنے والا صحیح الایمان ہے یا فاسق۔ بغیر تحقیق کے ہم نے ہر واقعہ کو قبول کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جہالت کے باعث ہم اپنے اکابر پر برس پڑے

اسلامی اصولوں کی پامالی کا ذمّہ دار اُنہیں ٹھہرایا اور کبھی ہمیں یہ خیال بھی نہ آیا کہ کہیں کل میدانِ محشر میں ہمیں شرمسار نہ ہونا پڑے۔

۵۔ دوسرے دَور کی کتبِ تاریخ کی بنیاد پر دوسری کتبِ تاریخ وجود میں آئیں۔ مختلف زبانوں میں تاریخِ اسلام لکھی گئی۔ علماء نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں ان ہی کتب تاریخ کے افسانوں کو مستند سمجھ کر پیش کیا۔ معدودے چند محققین کے علاوہ کسی نے یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ یہ تاریخی واقعات قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ کے مُطابق بھی ہیں یا نہیں۔ حالانکہ اگر وہ ذرا سا بھی غور و تدبّر کرتے تو اُنہیں معلوم ہو جاتا کہ جن واقعات کو وہ مُستند سمجھ رہے ہیں اُن کے بطلان پر قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ شاہد ہیں۔ مثلاً جن صحابۂ کرامؓ کے تقوے، اللہ کی رضاجوئی اور اُن کی آپس کی محبّت کی شہادت قرآن مجید دے رہا ہے اُن کے متعلق تاریخ میں ایسے افسانے ملتے ہیں جن سے اُن کے تقوے پر ضربِ کاری پڑتی ہے۔ خلوص اور للّٰہیت کی دھجّیاں اُڑتی دکھائی دیتی ہیں۔ محبّت کے بجائے نفرت و عداوت کی تیز و تُند آندھیاں چلتی نظر آتی ہیں مگر وہ ہیں کہ سب کو تسلیم کرتے چلے جا رہے ہیں اور باایں ہمہ اُن کا ایمان بالقرآن متأثر نہیں ہوتا۔ ایں چہ بوالعجبیست۔

۶۔ قرآن مجید کے بعد صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا جو درجہ ہے وہ کسی پر مخفی نہیں، جس تحقیق و تفتیش اور سخت شرائط کے ساتھ اِن کتابوں کو مدوّن کیا گیا وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ تاریخ کے سلسلہ میں اکثر لوگوں نے ان کتابوں سے بے اعتنائی کا ثبوت دیا۔ تاریخ کے اُن واقعات کو بھی تسلیم کر لیا جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے متصادم تھے۔ ذیل میں ہم چند مثالوں سے اس کی وضاحت کرتے ہیں:۔

① صحیح بخاری میں ہے کہ واقعۂ رجیع میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عاصم بن ثابتؓ کو امیر بنایا، تاریخ میں ہے کہ حضرت مرثدؓ کو امیر بنایا (سیرۃ ابن اسحٰق، سیرۃ ابن ہشام، تاریخ ابن خلدون)

② صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت خبیبؓ کو عقبہ نے قتل کیا، تاریخ میں ہے کہ عقبہ کے بھائی نے قتل کیا (فتح الباری بحوالہ سیرۃ ابن اسحٰق)

③ صحیح بخاری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی کہ جنگِ موتہ میں حضرت خالدؓ کے ہاتھ پر مسلمین کو فتح نصیب ہوئی، تاریخ میں ہے کہ حضرت خالدؓ بڑی خوبصورتی سے اپنی فوج کو بچا کر لے آئے یعنی دوسرے لفظوں میں شکست کھا کر بھاگ آئے خالد دشمنی کی یہ ادنیٰ مثال ہے جو ہماری تاریخ میں مذکور ہے۔ (تاریخ ابن خلدون)

④ صحیح بخاری میں ہے کہ جنگِ خندق، جنگِ اُحد کے ایک سال بعد ہوئی اور جنگ اُحد بالاتفاق ۳ھ میں ہوئی، لہٰذا صحیح بخاری سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ جنگِ خندق ۴ھ میں ہوئی لیکن تاریخ میں ہے کہ جنگِ خندق شوّال ۵ھ میں ہوئی (سیرۃ ابن اسحٰق و سیرۃ ابن ہشام)

⑤ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ جنگِ خندق میں شہید ہوئے۔ صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ اُس وقت موجود تھے جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ پر تہمت لگائی گئی۔ اس سے یہ بات بالبداہت ثابت ہو گئی کہ واقعۂ تہمت جنگِ خندق سے پہلے واقع ہوا اور جنگِ خندق جیسا کہ اُوپر لکھا گیا ۴ھ میں ہوئی۔ لہٰذا واقعۂ تہمت زیادہ سے

زیادہ ۴ھ میں ہونا چاہیئے، اس کے بعد نہیں ہو سکتا لیکن تاریخ میں ہے کہ واقعۂ تہمت ۶ھ میں ہوا۔ (سیرۃ ابن اسحٰق وسیرۃ ابن ہشام) اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ واقعۂ تہمت ۶ھ میں ہوا تو حضرت سعد بن معاذؓ اُس وقت زندہ ہو کر کیسے آگئے جب کہ وہ جنگِ خندق میں جو بقول مؤرخین ۵ھ میں ہوئی تھی شہید ہو گئے تھے۔

(۶) صحیح بخاری میں ہے کہ حجاب کا حکم واقعۂ تہمت سے پہلے نازل ہوا اور واقعۂ تہمت جنگِ خندق سے پہلے ہوا لہٰذا از روئے صحیح بخاری حجاب کا حکم جنگِ خندق سے بہت پہلے نازل ہوا۔ کیونکہ جنگِ خندق ماہ شوال ۴ھ میں ہوئی لہٰذا حجاب کا حکم بہر صورت شوال ۴ھ سے پہلے نازل ہونا چاہیئے لیکن تاریخِ واقدی میں ہے کہ حجاب کا حکم ۵ھ میں نازل ہوا اور دوسری تاریخوں میں ہے کہ ذوقعدہ ۴ھ میں نازل ہوا یعنی ہر حالت میں جنگِ خندق کے بعد اور یہ چیز صحیح بخاری کے خلاف ہے (فتح الباری تفسیر سورۂ نور)

(۷) صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دن حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ سے ناراض ہو کر مسجد میں جا کر سو گئے۔ اُن کے جسم پر خاک لگ گئی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو یہ کہکر جگایا "اے ابوتراب اُٹھو"۔ تاریخ میں ہے کہ جب حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ سے ناراض ہوتے تو غصہ میں مٹی لیکر اپنے سر پر ڈال لیتے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے فرماتے "اے ابوتراب کیا ہوا؟" (سیرۃ ابن ہشام اردو حصہ اوّل ۲۲۵)

(۸) صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عباسؓ جنگِ بدر میں کافروں کے ساتھ شریک تھے اور جنگ کے بعد قید ہو گئے تھے۔ پھر فدیہ لے کر اُن کو رہا کیا گیا تھا۔ لیکن تاریخ میں ہے کہ حضرت عباسؓ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے ایمان لے آئے تھے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے بموجب مکہ میں رہ گئے تھے۔ (رحمۃ للعالمین جلد دوم)

(۹) صحیح مسلم میں ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت اُمِ حبیبہؓ کا نکاح فتحِ مکہ کے بعد ہوا لیکن تاریخ میں ہے کہ فتح مکہ سے پہلے ہوا۔ (سیرۃ ابن اسحٰق وغیرہ)

(۱۰) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت کے سلسلہ میں ایک نامۂ مبارک نجاشی شاہِ حبش کو بھیجا تھا، صحیح مسلم میں ہے کہ اس بادشاہ کا نام اصحمہ نہیں تھا جس کی نمازِ جنازہ غائبانہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھی۔ اس کے برخلاف تاریخ میں ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمہ ہی کو دعوت نامہ بھیجا تھا۔ (طبری)

(۱۱) صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابو عامرؓ جنگِ اوطاس میں شہید ہوئے۔ صحیح بخاری ہی میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو عامرؓ کے قاتل کو حضرت ابو موسیٰؓ نے اُسی وقت قتل کر دیا تھا۔ تاریخ میں ہے کہ وہ قاتل بعد میں مسلم ہو گیا تھا۔ (فتح الباری بحوالہ سیرۃ ابن اسحٰق)

(۱۲) صحیح مسلم میں ہے کہ آیۂ کریمہ "لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ" اُس وقت نازل ہوئی جب قبیلہ بنو تمیم کا وفد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آیت کے نزول کے بعد بھی حضرت سعد بن معاذؓ زندہ تھے۔ کیونکہ حضرت سعد بن معاذؓ کی شہادت جنگِ خندق میں ہوئی لہٰذا آیت کا نزول اور وفدِ بنو تمیم کی آمد ۳ھ یا

سنہ ۴ھ میں ہونی چاہئے لیکن تاریخ میں ہے کہ یہ وفد سنہ ۹ھ میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام اردو مترجمہ سید یٰسین علی جلد حصہ دوم ص۴۵۸ وفتح الباری بحوالہ مدائنی وتفسیر ابن کثیر)

(۱۳) ازواجِ مطہراتؓ کو ایک خاص موقع پر اختیار دیا گیا تھا کہ وہ اللہ اور رسولؐ کو اختیار کریں یا دنیا کو اختیار کریں۔ اسے واقعۂ تخییر کہتے ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ یہ واقعہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہوا، اور جیسا کہ اُوپر ثابت کیا گیا ہے کہ حجاب کا حکم سنہ ۴ھ میں نازل ہوا لہٰذا واقعۂ تخییر سنہ ۴ھ یا سنہ ۳ھ میں ہونا چاہئے لیکن تاریخ کہتی ہے کہ واقعۂ تخییر سنہ ۹ھ میں واقع ہوا۔ (فتح الباری کتاب النکاح بحوالہ دمیاطی) اور اسی تاریخ کے بیان کو اکثر علماء وائمہ نے تسلیم کرلیا حالانکہ واقعۂ تخییر کے متعلق جو آیات نازل ہوئیں اُن کا سنہ ۹ھ میں نازل ہونا عقلاً بھی محال ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى {احزاب ۳۳}

اے نبی کی بیویو اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور ایامِ جاہلیت کی طرح اپنی نمائش نہ کرو۔

اگر یہ واقعہ حجاب کے نازل ہونے کے بعد مان لیا جائے تو اس کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ حکم حجاب نازل ہونے کے بعد پانچ سال تک ازواجِ مطہراتؓ پردہ میں نہیں بیٹھیں۔ اپنی نمائش کرتی تھیں اور اب سنہ ۹ھ میں انہیں حکم دیا جارہا ہے کہ پردہ میں بیٹھو، اپنا بناؤ سنگھار ظاہر نہ کرو، یہ قطعاً باطل ہے۔ ہاں اگر اس آیت کے نزول کو حکمِ حجاب سے پہلے مان لیں تو پھر کوئی اشکال نہیں رہتا اِس لئے کہ حجاب کے حکم سے پہلے تمام عورتیں اور ازواجِ مطہراتؓ بھی بے پردہ آتی جاتی تھیں۔ پہلے اس آیت کے ذریعہ اُنہیں غیر ضروری آمد و رفت اور اپنی نمائش سے روکا گیا اور بعد میں پردہ کرنے کا حکم دیدیا گیا۔ یہ تدریج بالکل فطرتِ اسلام کے مُطابق ہے دوسرے احکام بھی اسی طرح بتدریج ہی نازل ہوئے۔

دوسری بات جو عقلاً اس قصہ کو سنہ ۹ھ میں واقع ہونے سے مانع ہے وہ یہ کہ سنہ ۹ھ تک ازواجِ مطہراتؓ کی حالت نہ بدلی۔ دنیا کی طمع اُن میں بدستور موجود تھی، کئی کئی سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کے بعد بھی اُن کی اصلاح نہیں ہوئی، اگر ہم واقعۂ تخییر کو سنہ ۳ھ یا سنہ ۴ھ کا واقعہ مان لیں تو پھر یہ بالکل قرینِ قیاس ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ کو سنہ ۳ھ یا سنہ ۴ھ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفیض ہونے کا بہت کم موقع ملا تھا، لہٰذا ابتدائی دور میں یہ ممکن ہے کہ دنیا کی خواہش اُن میں موجود ہو اور اُسی وقت اُن کو اس سے روک دیا گیا ہو۔

تیسری بات یہ ہے کہ آیۂ تطہیر بھی اسی موقع پر نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اِرادہ کرلیا تھا کہ ازواجِ مطہراتؓ کو پاک کرکے چھوڑے گا لیکن اللہ کے ارادہ کی تکمیل میں اتنی دیر لگ گئی کہ سنہ ۹ھ کا زمانہ آگیا اور طمع بدستور موجود تھی، یہ خلافِ عقل ہے۔

(۱۴) صحیح بخاری کتاب النکاح میں ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ واقعۂ تخییر کے وقت یعنی ۷ھ ہجری میں مدینہ منوّرہ میں موجود تھے لیکن تاریخ میں ہے کہ فتحِ مکّہ ۸ھ کے بعد مدینہ منوّرہ آئے۔

(۱۵) صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ جنگِ خیبر کے بعد حبشہ سے مدینہ منوّرہ پہنچے اور پھر غزوۂ ذات الرّقاع میں شریک ہوئے۔ یہ چیز بالبداہت ثابت کرتی ہے کہ غزوۂ ذات الرّقاع، جنگ خیبر کے بعد ہوا لیکن تمام تاریخیں اس پر متّفق ہیں کہ غزوۂ ذات الرّقاع جنگِ خیبر سے پہلے ہوا۔ (سیرۃ ابن اسحٰق و سیرۃ ابن ہشام اردو حصّہ دوم ص۳۲۹)

(۱۶) صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرّقاع میں ہمارے پیر زخمی ہو گئے تھے لہٰذا ہم نے اپنے پیروں پر دھجیاں باندھ لیں، اسی لئے اِس غزوہ کا نام ذات الرّقاع (یعنی دھجیوں والی جنگ) ہو گیا۔ لیکن تاریخوں میں اس کی مختلف وجوہ بیان کی گئی ہیں جن کی تعداد پانچ تک پہنچ گئی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام و تاریخ واقدی) اور کسی تاریخ میں وہ وجہ بیان نہیں کی گئی جو صحیح بخاری میں ہے۔ صحیح بخاری کی روایت کتنی مستند ہے اور کتنے یقین سے بیان کی گئی ہے۔ برخلاف اس کے تاریخ کی روایتیں نہ مستند ہیں نہ یقین کے ساتھ بیان کی گئیں بلکہ مجہول کے صیغہ میں بیان کی گئی ہیں لیکن افسوس ہے کہ پھر بھی بعض علماء نے صحیح بخاری کی حدیث کے خلاف تاریخ کی روایت کو تسلیم کیا۔

(۱۷) صحیح بخاری میں ہے کہ یہ آیت "اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا" حضرت اشعث بن قیسؓ اور ان کے چچازاد بھائی کے مقدمہ کے سلسلہ میں نازل ہوئی، تاریخ میں ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے متعلّق نازل ہوئی جبکہ انہوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ "توریت میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی ذکر نہیں"۔ (طبری)

(۱۸) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے یہ حدیث کہ "رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ فجر کے بعد جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے اور نمازِ عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو جائے نماز پڑھنے سے منع فرمایا" کئی صحابہؓ نے بیان کی۔ ان صحابہؓ میں عمرؓ بھی شامل ہیں اور وہ مجھے اُن تمام صحابہؓ میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

اس کے برخلاف تاریخ میں حضرت عمرؓ اور حضرت ابنِ عبّاس کا ایک مکالمہ درج ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابنِ عبّاسؓ کو حضرت عمرؓ سے بغضِ شدید تھا۔ (طبری)

(۱۹) صحیح بخاری میں ہے کہ امام مسروقؒ کہتے ہیں "حضرت اُمِّ رومانؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی"، یہ اس بات کا کتنا زبردست ثبوت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں جب امام مسروقؒ مدینہ منوّرہ آئے تو حضرت اُمِّ رومانؓ زندہ تھیں اور مدینۂ منوّرہ پہنچنے کے بعد انہوں نے حضرت اُمِّ رومانؓ سے حدیث سُنی، لیکن تاریخ کہتی ہے کہ حضرت اُمِّ رومانؓ کا انتقال عہدِ رسالت میں ۴ھ یا ۵ھ یا ۶ھ میں ہو گیا تھا (واقدی) لہٰذا حضرت مسروقؒ کی ان سے سماعت صحیح نہیں۔

حضرت اُمِّ رومانؓ حضرت ابوبکرؓ کی زوجہ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی والدہ ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی موجودگی میں چند مہمان حضرت ابوبکرؓ کے ہاں آئے۔ اِس دعوت میں حضرت اُمِّ رومانؓ موجود تھیں۔ کیونکہ حضرت عبدالرحمٰنؓ ۷ھ یا ۸ھ میں ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ آئے تھے لہٰذا اُمِّ رومانؓ کی وفات ۴ھ یا ۵ھ یا ۶ھ میں ہونا قطعًا غلط ہے۔ امام بخاریؒ نے خود اپنی تاریخ میں اِس بات کی تردید کی تھی کہ اُن کا انتقال ۴ھ یا ۵ھ یا ۶ھ میں ہوا۔ امام بخاریؒ نے لکھا تھا کہ حضرت اُمِّ رومانؓ کی وفات حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ہوئی۔ امام بخاریؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ مسروقؒ کی حدیث اِسناد کے لحاظ سے قوی ہے اور اُس کا اتّصال بہت واضح ہے۔ حضرت ابراہیم حلبیؒ نے بھی مسروقؒ کا حضرت اُمِّ رومانؓ سے سُننا تسلیم کیا ہے، لیکن بایں ہمہ لوگوں نے تاریخ پر اعتماد کیا حتّٰی کہ بعض علماء نے بھی تاریخ کا اعتبار کیا۔ امام خطیب بغدادی، امام مزی، علّامہ ذہبی، علائی، صاحب المشارق والمطالع سہیلی، ابن سیدالنّاس اور ان کے علاوہ بہت لوگوں نے تاریخ کی روایت پر اعتماد کیا، بالآخر ان سب کی مخالفت حضرتِ امام ابن قیمؒ نے کی اور حضرتِ اُمِّ رومانؓ سے مسروقؒ کی سماعت ثابت کی۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ بعض علماء بھی صحیح بخاری پر تاریخ کو ترجیح دیتے رہے انہیں اس بات کی قطعًا پرواہ نہیں ہوئی کہ تاریخ کے بیان کو صحیح ماننے سے صحیح بخاری کی حدیث ضعیف و منقطع ہو جائے گی۔ سب کچھ گوارا کیا لیکن تاریخ کی تردید نہیں کی باوجود اِس کے کہ روایاتِ تاریخ کِسی ایک تاریخِ وفات پر متّفق بھی نہیں، مزید برآں یہ تمام مختلف تاریخیں واقدی نے نقل کی ہیں جو محدّثین کے نزدیک کذّاب ہے۔ تاریخ کی دوسری روایت جس کو زبیر بن بکار نے روایت کیا ہے کہ حضرت اُمِّ رومانؓ نے ذوالحجہ ۶ھ میں وفات پائی منقطع اور ضعیف ہے۔ غرض یہ کہ تاریخ کی جملہ روایتیں موضوع ہیں لیکن افسوس کہ پھر بھی ہمارے اکثر علمائے کرام تاریخ کا اعتبار کرتے رہے اور صحیح بخاری کی حدیث کو ضعیف بتاتے رہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

(نوٹ :۔ اس سلسلہ کی مزید معلومات کیلئے ضمیمۂ مقدّمۂ ہٰذا ملاحظہ فرمائیں۔)

۷۔ مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہو گیا کہ تاریخی روایات متعدّد مقامات پر صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث سے ٹکراتی ہیں اور یہ چیز اِس بات کا کُھلا ثبوت ہے کہ تاریخ کی اکثر روایات ناقابلِ اعتبار ہیں۔ اِسی وجہ سے اِمام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ "تین قسم کی کتابیں یکسر بے بنیاد ہیں۔ یعنی مغازی، تفسیر اور شورِشوں کی کتابیں"۔ قاضی ابوالولید باجیؒ فرماتے ہیں۔ "اہلِ سیر کی روایت پر محدّثین اعتماد نہیں کرتے"۔ غرض یہ کہ تاریخ کی کتابیں سب غیر معتبر ہیں۔ مؤرّخین نے سلسلۂ اسناد کا اہتمام نہیں کیا اور اگر سند بیان بھی کی تو اُس کی جانچ پڑتال نہیں کی۔

۸۔ **صحیح تاریخ کی ضرورت** | اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب موجودہ تاریخوں میں بے انتہا جھوٹ کی آمیزش ہے اور جو مطوّل یا مختصر تاریخیں لکھی جا رہی ہیں اُن کا ماخذ یہی کتبِ تاریخ ہیں تو کیا ایسی حالت میں ایک ایسی

تاریخ کی ضرورت نہیں جو روایتًا اور درایتًا صحیح ہو۔ ہمیں تعجّب ہوتا ہے کہ جو لوگ حدیث کے معاملہ میں سند کی صحت سے زیادہ درایت پر زور دیتے ہیں وہ تاریخ کے معاملہ میں درایت کا قطعًا خیال نہیں کرتے۔ اسی طرح ہمیں اُن پر بھی تعجّب ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ وہ حدیث مانی جائے گی جو قرآن مجید کے خلاف نہ ہو لیکن تاریخی روایات کو اخذ کرتے وقت وہ اِس اصول کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔ وہ کیسے یقین کر لیتے ہیں کہ جو لوگ مجسّم تقویٰ ہوں، جن کے تقوے کی شہادت قرآن مجید دے رہا ہو وہ درحقیقت مکّار اور دنیا دار تھے، جھوٹی قسمیں کھاتے تھے، ایک دوسرے کو گالی دیا کرتے تھے، قتل کرتے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ مسلم سے لڑنا کُفر ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ "میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو" (صحیح بخاری) تو کیا باوجود تاریخ کے بیان کردہ جنگ و جدال، قتل و قتال کے وہ ان احادیث کی روشنی میں مسلم رہے۔ کیا اسلامی قوانین اُن پر نافذ نہ ہوں گے؟ وہ کس قانون کے تحت اس حکم سے مستثنےٰ ہیں؟ پھر مزید تعجّب اُن لوگوں پر ہے جو کہتے ہیں کہ تاریخ کے واقعات کی سند کی جانچ پڑتال کی ضرورت ہی نہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحبت یافتہ لوگوں کے کردار کو ملوّث کیا جائے اور ہم یہ بھی نہ دیکھیں کہ کہنے والا کون ہے۔ بلکہ ہر جھوٹے، دشمنِ اسلام کی افتراء پردازیوں کو صحیح سمجھ کر قرونِ اولیٰ کے مسلمین کو بدترین قسم کے مسلم تسلیم کر لیں۔

بعض لوگوں کو یہ بھی فکر ہے کہ اگر حدیث کی طرح تاریخی روایات کی جانچ پڑتال کی گئی تو ہمیں نوّے فیصدی تاریخِ اسلام سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں ایسی تاریخ کی ضرورت ہی کب ہے جس کو پڑھ کر ہماری آنکھیں شرم سے نیچی ہو جائیں۔ جس کو پڑھ کر غیر مسلم ہمیں طعنہ دیں کہ "یہ تھے آپ کے اسلاف اور آپ کے رسولؐ کے اصحابؓ۔ اگر قرآن واقعی اللہ کی طرف سے نازل ہوتا تو وہ کبھی بھی ایسے مکّاروں، دنیاداروں (نعوذ باللہ من ذٰلک) کی تعریف نہ کرتا"۔ جنھیں اِس تاریخ کے ضائع ہونے کا غم ہو اُنہیں یہ تاریخ مبارک ہو، اُنہیں نوّے فیصدی تاریخ کے کالعدم ہونے کا ڈر ہے ہم کہتے ہیں کہ ایسی تاریخ سے تو ہم بے تاریخ ہی اچھے، اگر سو فیصدی تاریخ بھی کالعدم ہو جائے تو ہمیں پرواہ نہیں۔ ہم بڑے فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ تاریخ ہماری ہے ہی نہیں۔ یہ تاریخ دشمنانِ اسلام کی سازش کا نتیجہ ہے۔ ہماری آنکھیں نیچی نہیں ہوں گی۔ ہم شرمسار نہیں ہوں گے۔ ہم ڈنکے کی چوٹ اعلان کریں گے کہ ہمارے اسلاف تو وہ تھے جن کی تعریف قرآن نے کی ہے۔ جن کی تعریف حدیثوں میں آئی ہے۔ کتنے تعجّب کی بات ہے کہ نوّے فیصدی تاریخ کے ضائع ہونے کے خوف سے ہم اس فرضی تاریخ کو سینہ سے لگائے رہیں۔

پھر لوگوں کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ تاریخ کا نوّے فیصدی حصّہ ضائع ہو جائے گا۔ یہ بات مبالغہ سے خالی نہیں۔ ضعیف اور موضوع روایتیں نکالنے کے بعد بھی موجودہ تاریخ کا نصف سے زیادہ حصّہ ایسا ہوگا جو اسلاف کی شان کے عین مطابق ہوگا۔

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر حدیث کے طرز پر تاریخ کو لکھا جائے تو اَوروں کی تاریخ تو کجا خود رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت بھی مکمل طور پر مرتّب نہیں کی جا سکتی۔ ہماری یہ تاریخ جو اِس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کی تردید کے لئے ایک کُھلی دلیل ہے۔ ہم نے اس میں وہ روایتیں نہیں لیں جو بہ اُصولِ محدّثین حَسَن ہیں، ہم نے وہ روایتیں بھی نہیں لیں جو صحت کے ادنیٰ درجہ پر ہیں۔ وہ روایتیں بھی نہیں لیں جو صحیح بخاری یا صحیح مسلم یا ان دونوں کی شرط پر صحیح کے درجہ پر فائز ہیں۔ ہم نے صرف وہ روایتیں لی ہیں جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں۔ حتّٰی کہ ان کتابوں

کی تعلیقات بھی ہماری اِس تاریخ میں شامل نہیں کی گئیں۔ اِس کتاب کو صرف قرآن مجید اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی باسند احادیث سے تیار کیا گیا ہے۔ اِن تینوں کتابوں کی صحت کا کیا کہنا۔ اتنی اعلےٰ درجہ کی صحیح ترین روایتوں سے ہم نے سیرۃُ النبیؐ اور سیرۃُ الخلفاء تیار کی ہے اور ہماری اس صحیح ترین تاریخ کا وہ حصّہ جو سیرۃُ النبیؐ پر مشتمل ہے وہ ان تمام کتبِ سیرت سے جو اب تک اردو زبان میں صرف سیرت[1] پر لکھی گئی ہیں زیادہ ضخیم ہے۔ کیا اب بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ حدیث کے طرز پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت بھی مکمّل طور پر نہیں لکھی جاسکتی۔ اور اگر ہم وہ تمام روایتیں اس میں شامل کر دیں جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے اور جو ہم نے اپنی اس صحیح ترین تاریخ میں شامل نہیں کی ہیں تو پھر آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو سیرۃُ النبیؐ تیار ہوگی وہ کتنی ضخیم ہوگی۔ یہ انشاءاللہ آپ کو آئندہ معلوم ہوگا جب ہماری مطوّل تاریخ آپ کے سامنے آئے گی۔ اِس وقت جو تاریخ آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ اسلام کی ایک مختصر، جامع، ٹھوس اور صحیح ترین تاریخ ہے۔ یہ وقت کی ایک اہم ضرورت تھی۔ اُمّت پر یہ ایک قرضہ تھا جو مُدّت سے چلا آرہا تھا۔ اُمّتِ مسلمہ کو ایک ایسی تاریخ کی سخت ضرورت تھی کہ جس سے صحابۂ کرامؓ اور دوسرے اکابرِ اُمّت کے متعلق عوام النّاس کے ذہن صاف ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے جماعت المسلمین کو اِس اہم ضرورت کے پُورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

جماعت المسلمین کے منصوبوں میں اِس مختصر تاریخ کے علاوہ ایک مکمّل اور مطوّل تاریخ کی ترتیب کا منصوبہ بھی شامل ہے جس میں آدم علیہ السّلام سے لے کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور پھر خلفائے عثمانیہ تک کے صحیح حالات جمع کر دئے جائینگے۔ اس مطوّل تاریخ میں صحیحین کے علاوہ تمام کتُبِ احادیث کی صحیح احادیث اور تمام کتبِ تاریخ کی صحیح روایتیں جو محدّثین کے اصول پر صحیح یا حسَن ہوں شامل کر دی جائیں گی۔ کسی ضعیف روایت کو اِس تاریخ میں شامل نہیں کیا جائے گا خصوصًا ایسی روایت کو جو قرآن وحدیث سے ٹکراتی ہو۔ البتّہ حاشیہ پر اس قسم کی روایتوں کی نشاندہی کر دی جائے گی اور اُن پر عقلی ونقلی جرح بھی تحریر کر دی جائے گی تاکہ پڑھنے والوں کو دشمنانِ اسلام کی افتراء پردازیوں کا علم ہو جائے اور وہ ان روایتوں کو کالعدم سمجھیں۔ یہ منصوبہ بہت دشوار اور محنت طلب ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب کچھ آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعاء ہے کہ وہ اس منصوبہ کو ہمارے لئے آسان کر دے اور مسلمین کو اپنے اسلاف کے صحیح اور قابلِ فخر کارناموں سے واقف ہونے کا موقع فراہم کرے۔

ایک بات ہم یہاں یہ بھی عرض کر دیں کہ تاریخ کے ان خود ساختہ افسانوں کی نشاندہی سب سے پہلے ہم نے نہیں کی ہے۔ ہمارے اکابر بھی ان افسانوں کی تردید کرتے آئے ہیں۔ مثلاً قاضی ابوبکر ابن العربیؒ نے آج سے تقریبًا نوسَو سال پہلے اپنی کتاب العواصم من القواصم میں ان فرضی واقعات کے بخیے اُدھیڑ کر رکھ دئے۔ اسی طرح علّامہ ابن تیمیہؒ نے اپنی معرکۃُ الآراء کتاب "منہاج السنّۃ" میں ان روایات پر سخت تنقید کی۔

۹۔ اِس تاریخ کا مزید تعارف | یہ تاریخ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے ایک مختصر تاریخ ہے اور جیسا کہ اُوپر لکھا گیا ہے صرف قرآن مجید اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مسند احادیث سے ماخوذ ہے۔ قرآن مجید اور صحیحین میں جو موتی مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے تھے اُن کو ایک لڑی میں پرو کر مربوط شکل میں پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب مطوّل تاریخِ اسلام کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس بنیاد پر جو ذہن تیار ہوگا اُس ذہن میں پھر کسی ایسی بات کے لئے گنجائش نہیں ہوگی جو اِن ٹھوس حقائق کے خلاف ہو۔ کاش مسلمین اس کو اپنے بچّوں کے لئے حکومتی سطح پر یا خانگی سطح پر داخلِ نصاب کر لیں۔ کاش ہر وہ

---

[1] سیرت سے مُراد سیرت کے مربوط ومسلسل واقعات ہیں۔

بچّہ جو کسی مسلم کے ہاں پیدا ہوا ہے سنِ شعور تک پہنچنے سے پہلے اس کتاب کا مطالعہ کرلے۔ یہ کتاب صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ اسلام کے متعلّق مفید معلومات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ اس میں توحید، رسالت، قیامت اور دیگر مسائل پر سیر حاصل مواد ہے۔

آیات اور واقعات کی ترتیب میں کافی کوشش کی گئی ہے۔ بعض مقامات پر قرآن مجید اور صحیحین ہی سے ترتیب کو اخذ کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر حدیث کی دوسری کتابوں اور کتبِ تاریخ سے واقعات کی ترتیب میں مدد لی گئی ہے۔ ہم نے واقعات کی ترتیب میں جو کوشش کی ہے اُس کا اندازہ آپ کو مقدّمۂ ہٰذا کے پیرا ۶ کے مطالعہ سے ہو گیا ہوگا غرض یہ کہ بعض آیات اور واقعات کی ترتیب تو یقینی ہے لیکن ہمیں اعتراف ہے کہ تمام آیات اور واقعات کی ترتیب یقینی نہیں ظنّی ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ :۔

① آیات کے ذریعہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مکّی زندگی کے تیرہ سال میں توحید اور شرک میں جو کشمکش رہی آگے یا پیچھے اُس کا صحیح نقشہ آپ کے سامنے آجائے گا اور ایسا محسُوس ہونے لگے گا گویا کہ آپ اس دَور میں موجود ہیں اور یہ سارے واقعات آپ کے سامنے سے گذر رہے ہیں۔

② رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مدنی زندگی کے دسؔ سال کے صبح و شام اور صحابۂ کرامؓ کے واقعات کی صحیح ترین تصویر آگے یا پیچھے آپ کے سامنے کھینچ جائے گی۔

آخر میں ہم پھر اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہم باوجود کوشش کے تمام آیات اور واقعات کی ترتیب کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ موجودہ ترتیب قطعی الصّحت ہے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اِس کتاب کی تالیف میں ہم غلطی سے مبرّا ہیں۔ عجز اور غلطی سے مُبرّا صرف اللہ جلّ جلالہٗ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ والکمال لِلّٰہ وحدہٗ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ○

فقط

خادم

مسعود احمد

۲۹، رجب ۱۳۹۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ

تاریخ اور قرآن و حدیث کا تقابل

نمبر شمار	تاریخ	قرآن و حدیث	تبصرہ
①	واقعۂ رجیع (۱) چند منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ کچھ مبلغین کو ہمارے ہاں بھیج دیجئے جو ہمیں دین سکھائیں۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ صحابیوں کو ان کے ساتھ کر دیا۔ (۳) ان صحابیوں میں حضرت عاصمؓ حضرت خبیبؓ حضرت ابن دثنہؓ اور حضرت مرثدؓ شامل تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابیوں پر حضرت مرثدؓ کو امیر بنایا۔ ان منافقین نے قبیلۂ ہذیل کو ان مبلغین کے خلاف اُبھارا۔ قبیلۂ ہذیل نے ان مبلغوں کا محاصرہ کر کے چار کو شہید کر دیا اور دو کو یعنی حضرت خبیبؓ اور حضرت ابن دثنہؓ کو مکہ میں لاکر بیچ دیا۔ قریش نے انہیں قتل کر ڈالا۔ کافر حضرت عاصمؓ کی لاش کی بے حرمتی نہ کر سکے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیاں بھیجکر اس کی حفاظت کی۔ (تاریخ ابن خلدون اردو حصہ اوّل مترجمہ ڈاکٹر عنایت اللہ ص۳۴۲)	واقعۂ رجیع (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابیوں کا ایک دستہ کافروں کی جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا۔ (۲) ان صحابیوں کی تعداد دس تھی۔ (۳) ان صحابیوں میں حضرت عاصمؓ حضرت خبیبؓ حضرت ابن دثنہؓ شامل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حضرت عاصمؓ کو امیر بنایا۔ قبیلۂ ہذیل نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ آٹھ کو شہید کر دیا اور دو کو یعنی حضرت خبیبؓ اور حضرت ابن دثنہؓ کو مکہ میں لاکر بیچ دیا۔ اہل مکہ نے انہیں شہید کر دیا۔ کافر حضرت عاصمؓ کی لاش کی بے حرمتی نہ کر سکے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بھڑیں بھیجکر اس کی حفاظت کی۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد)	"تاریخ میں ہے کہ مبلغ بنا کر بھیجا، حدیث میں ہے کہ جاسوس بنا کر بھیجا۔ تاریخ میں ہے کہ ان کی تعداد چھ تھی، حدیث میں ہے کہ دس تھی۔ تاریخ میں ہے کہ ان کے امیر حضرت مرثدؓ تھے، حدیث میں ہے کہ حضرت عاصمؓ تھے۔
②	جنگِ مُوتہ حضرت خالد بن ولیدؓ باقی ماندہ (اسلامی) لشکر کو بچا کر واپس لے آئے (تاریخ ابن خلدون حصۂ اوّل ص۳۷۹) جب یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو بعض لوگوں نے اس لشکر پر خاک ڈالنی شروع کی اور کہا کہ تم لوگ اللہ کی راہ سے بھاگ کر آئے ہو۔ (سیرۃ ابن ہشام اردو مترجمہ محمد اسماعیل ص۴۸۶) مُوتہ کی تباہی غش ہزیمت (تاریخ امیر علی مترجمہ حسین رضوی ص۳۹)	جنگِ مُوتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ وحی خوش خبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے خالدؓ کے ہاتھ پر لشکرِ اسلام کو فتح عنایت فرمائی۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد)	تین تاریخوں کی عبارتیں آپ کے سامنے ہیں انکا خلاصہ یہ ہے کہ مؤمنین کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر آگئے۔ اس کے برخلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ مؤمنین فتحیاب ہوئے اب بتائیے کیا تاریخ کی بات پر یقین کرنے کے بعد بھی ایمان بالرسول باقی رہے گا؟ حضرت خالدؓ کے بہادرانہ شاندار کارناموں سے اسلامی تاریخ مملو ہے لیکن دشمنانِ اسلام کو یہ چیز کھٹکتی ہے۔ انہوں نے خالدؓ دشمنی میں شکست کی روایت گھڑ کر ہماری تاریخ میں شامل کر دی۔

نمبر شمار	تاریخ	قرآن وحدیث	تبصرہ
③	**حضرت اُمِّ رومانؓ کی وفات** حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زوجۂ محترمہ حضرت اُمِّ رومانؓ کا انتقال ۶ھ میں ہوگیا تھا۔ (تاریخ واقدی)	**حضرت اُمِّ رومانؓ کی وفات** حضرت مسروقؒ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں مدینہ منورہ آئے، وہ) کہتے ہیں مجھ سے حضرت اُمِّ رومانؓ نے حدیثِ اِفک بیان کی۔ (صحیح بخاری)	صحیح بخاری کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اُمِّ رومانؓ ۱۲ھ یا ۱۳ھ تک زندہ تھیں، لیکن تاریخ کہتی ہے کہ ۶ھ میں اُن کا انتقال ہوگیا تھا۔
④	**حضرت عمرؓ اور حضرت ابنِ عبّاسؓ** حضرت عمرؓ نے حضرت ابنِ عبّاسؓ سے فرمایا "مجھے خبر ملی ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ انہوں نے اسے (یعنی خلافت کو) ہم سے حسد اور ظلم کی وجہ سے الگ کر رکھا ہے۔" حضرت ابن عبّاسؓ نے کہا "آپ نے ظلم کا ذکر کیا ہے تو ہر جاہل اور عقلمند پر ظاہر ہے، جہاں تک حسد کا ذکر ہے تو حسد تو ابلیس نے حضرت آدمؑ پر بھی کیا تھا، انہی کی اولاد ہم ہیں جن پر حسد کیا جا رہا ہے۔" (تاریخ طبری اردو حصّۂ سوم خلافتِ راشدہ حصّۂ دوم مترجمہ رشید احمد صـ۲۸۲)	**حضرت عمرؓ اور حضرت ابنِ عبّاسؓ** حضرت ابنِ عبّاسؓ فرماتے ہیں "مجھ سے یہ حدیث کہ نمازِ فجر کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی جائے جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے ..... الخ کئی صحابہؓ نے بیان کی، ان صحابہؓ میں حضرت عمرؓ بھی شامل ہیں اور وہ مجھے ان تمام صحابہؓ میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔" (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ وصحیح بخاری ابواب مواقیت الصلوٰۃ)	کیا وہ شخص جو ظالم بھی ہو، حاسد بھی ہو مظلوم و محسود کا محبوب ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ لیکن تاریخ نے صحابۂ کرامؓ کے آپس کے تعلقات ہی کو ناخوشگوار نہیں بتایا بلکہ اسلام کے مایۂ ناز عادل حکمراں (حضرت عمرؓ) کو ظالم بھی بنا دیا۔
⑤	**جنگِ خندق** جنگ کے دوران ایک زبردست آندھی آئی جس سے لشکرِ کفّار کے خیمے اُکھڑ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حُذَیفہؓ کو کفّار کے حالات معلوم کرنے کیلئے بھیجا، اُنہوں نے واپس آکر خبر دی کہ کفّار جا چکے ہیں۔ (تاریخ ابنِ خلدون حصّۂ اوّل صـ۳۵۱)	**جنگِ خندق** رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنگ سے پہلے کفّار کا حال معلوم کرنے کیلئے حضرت حُذَیفہؓ کو بھیجا۔ وہ کفّار کی فوجوں تک پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ کافروں کے سپہ سالار ابوسفیان آگ سے اپنی پیٹھ سینک رہے ہیں۔ انہوں نے چاہا کہ تیر مار کر اُنہیں ہلاک کر دیں لیکن پھر اُنہیں یاد آگیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہدایت کی تھی کہ ان کو جنگ پر برانگیختہ نہ کرنا، لہٰذا اُنہوں نے ہاتھ روک لیا۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۂ احزاب)	تاریخ میں ہے کہ حضرت حُذَیفہؓ کفّار کے حالات معلوم کرنے کیلئے جنگ کے بعد گئے صحیح مسلم میں ہے کہ جنگ سے پہلے گئے۔
⑥	**کعب کا قتل** (۱) بغاوت وغیرہ کے الزام میں کعبؓ بن اشرف کو قتل کرنے کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سلکان بن سلامہؓ اور چار اور صحابیوں کو روانہ کیا۔ (۲) کعب ملاقات کیلئے قلعہ سے باہر آیا۔ (۳) ابھی وہ تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ مسلمین نے اُسے قتل کر دیا (تاریخ ابن خلدون حصّۂ اوّل صـ۳۳۲)	**کعب کا قتل** (۱) بغاوت وغیرہ کے الزام میں کعبؓ بن اشرف کو قتل کرنے کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت محمّد بن مسلمہؓ اور دو اور صحابیوں کو روانہ کیا۔ (۲) حضرت محمّد بن مسلمہ قلعہ کے اندر گئے۔ (۳) کچھ دیر بعد کعب (مکان سے) باہر آیا۔ اُس کے سر میں خوشبو لگی ہوئی تھی حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے کہا "مجھے سر سونگھنے کی اجازت دو۔" اُس نے اجازت دی۔ حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے سر سونگھنے کے بہانہ سے سر کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ ان کے دونوں ساتھیوں نے اسے قتل کر دیا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب الجہاد)	تاریخ اور حدیث کا تضاد ملاحظہ فرمائیے۔ اس واقعہ میں اور بھی بہت سے تضادات ہیں لیکن بخوفِ طوالت تحریر نہیں کئے گئے۔

نمبر شمار	تاریخ	قرآن وحدیث	تبصرہ
⑦	**ابو رافع کا قتل** (۱) خیبر کے یہودیوں میں ابو رافع بھی اسلامی حکومت کا باغی تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کے قتل کے لئے ایک دستہ روانہ کیا۔ اس دستہ پر آپؐ نے عبد بن عتیکؓ کو امیر مقرر کیا۔ (۲) دستہ کے تمام افراد ابو رافع کے کمرہ میں داخل ہوئے اور اُسے قتل کر دیا۔ (تاریخ ابنِ خلدون حصّہ اوّل صـ۳۳۴)	**ابو رافع کا قتل** (۱) ابو رافع اسلامی حکومت کا باغی تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کے قتل کیلئے ایک دستہ روانہ کیا اور اُس پر حضرت عبد اللہ بن عتیکؓ کو امیر مقرر کیا۔ (۲) حضرت عبد اللہ بن عتیکؓ اکیلے ابو رافع کے کمرہ میں گئے اور اُسے قتل کر دیا (صحیح بخاری کتابُ الجہاد وکتابُ المغازی)	اِس واقعہ کے سلسلہ میں تاریخ اور حدیث میں اور بھی تضادات ہیں لیکن بخوفِ طوالت انہیں تحریر نہیں کیا گیا۔
⑧	**رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ کا آخری دن** جس دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وفات پائی اُس کی صبح کو آپؐ سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے، آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کی اقتدار میں نماز ادا کی، نماز کے بعد صحابۂ کرامؓ کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ (تاریخ ابن خلدون حصّہ اوّل صـ۴۳۶)	**رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ کا آخری دن** جس دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وفات پائی اُس کی صبح کو آپؐ نے حجرہ کا پردہ اُٹھایا۔ حضرت ابو بکرؓ پیچھے ہٹے تاکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم امامت فرمائیں۔ لیکن آپؐ باہر آنے پر قادر نہ ہو سکے اور پردہ ڈال دیا۔ (صحیح بخاری کتابُ الاذان وکتابُ الصلوٰۃ وکتابُ المغازی وصحیح مسلم کتابُ الصلوٰۃ)	تاریخ میں ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے، آپؐ نے نماز پڑھی پھر خطاب فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ آپؐ باہر تشریف نہ لا سکے۔
⑨	**حضرت ابو بکرؓ کا انتخاب** سقیفۂ بنو ساعدہ میں جب حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت ہو رہی تھی تو حضرت عمرؓ نے کہا "سعدؓ کو قتل کر دو"۔ یہ کہکر حضرت عمرؓ حضرت سعدؓ کے سرہانے کھڑے ہو کر کہنے لگے "میں چاہتا ہوں کہ تمہیں روند ڈالوں" حضرت سعد بن عبادہؓ نے حضرت عمرؓ کی ڈاڑھی پکڑ لی۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اسے چھوڑ دو، اگر اس کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو تمہارے مُنہ میں ایک دانت نہ رہے گا۔" (طبری اردو حصّہ دوم خلافتِ راشدہ حصّہ اوّل مترجمہ محمد ابراہیم صـ۳۳)	**حضرت ابو بکرؓ کا انتخاب** قرآن مجید میں صحابہؓ کے متعلق ہے کہ وہ آپس میں ایکدوسرے پر بڑے رحیم ہیں (فتح) قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کے دلوں میں محبّت ڈالدی اور وہ بھائی بھائی بن گئے (آل عمران ۱۰۳)	کتنا مکروہ نقشہ ہے جو صحابہ کرامؓ کے کردار کا ہماری تاریخ میں کھینچا گیا۔ کیا یہ ان ہی لوگوں کا حال ہے جن کی تعریف قرآن کرتا ہے۔ صحیح بخاری میں بھی بیعت کا واقعہ بڑی تفصیل سے مروی ہے لیکن تاریخی خرافات اس میں نہیں ہیں۔
⑩	**انتخاب کا ایک اور منظر** انتخاب کے موقع پر حضرت حبابؓ نے تلوار نکالی اور کہا میں اس کا تصفیہ کئے دیتا ہوں (کہ کون خلیفہ ہوگا) حضرت عمرؓ نے ان پر حملہ کیا، اُن کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی حضرت عمرؓ نے اسے اُٹھا لیا۔ پھر حضرت عمرؓ حضرت سعدؓ پر جھپٹے ..... اُس وقت عہدِ جاہلیت کا سا منظر سامنے آگیا۔ (تاریخ طبری حصّہ دوم خلافتِ راشدہ حصّہ اوّل مترجمہ محمد ابراہیم صـ۳۴)	**انتخاب کا ایک اور منظر** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جب کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیّت کے زمانہ جیسی حمیّت کو جگہ دی تو اللہ نے اپنے رسُولؐ اور مُومنین پر سکینہ نازل فرمائی اور تقوے کے کلمہ کو ان سے چمٹا دیا اور وہ تقوے کے مستحق بھی ہیں اور اہل بھی۔" (فتح ۲۶)	کیا تاریخ نے صحابۂ کرامؓ کا وہی نقشہ کھینچا ہے جو قرآن مجید میں بیان ہوا ہے۔ تاریخ نے صحابہ کرامؓ پر ایسی حمیّت، عصبیت کا الزام لگایا ہے جو ایامِ جاہلیّت میں کفّار کی تھی۔ کیا جو لوگ تقوے شعار ہوں، آپس میں رحیم ہوں وہ ایسی عصبیت کی باتیں کر سکتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تربیت دی تھی۔ اگر آپؐ کی تربیت کے بعد بھی اُن کے کردار کا یہ حال تھا تو کیا تربیتِ نبوی کے متعلق شبہ نہ ہوگا۔ کیا یہ در پردہ نبوّت پر چوٹ نہیں ہے؟

نمبر شمار	تاریخ	قرآن و حدیث	تبصرہ
(۱۱)	**حضرت ابوبکرؓ کی بیعت اور حضرت سعدؓ** تمام لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی۔ لیکن حضرت سعد بن عبادہؓ نے بیعت نہیں کی نہ وہ جماعت میں شریک ہوتے تھے نہ حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے (تاریخ طبری حصہ دوم خلافتِ راشدہ حصہ اوّل مترجمہ محمد ابراہیم ص ۳۴) حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر حضرت سعد بن عبادہؓ بہت ناراض تھے، انہوں نے بیعت نہیں کی اور ملک شام کی طرف چلے گئے، کہتے ہیں کہ جنات نے انہیں قتل کر دیا۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اوّل ص ۲۰۰ مترجمہ ڈاکٹر عنایت اللہ)	**حضرت ابوبکرؓ کی بیعت اور حضرت سعدؓ** تمام لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی (صحیح بخاری کتاب المظالم و باب مناقب ابی بکرؓ) قرآن مجید میں ہے کہ صحابہ کرامؓ اللہ کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں۔ (فتح ۲۹)	صحیح بخاری میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا، اگر حضرت سعدؓ نے بیعت نہ کی ہوتی تو ضرور اس بات کا ذکر ہوتا۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "ائمہ قریش میں سے ہونگے" تو حضرت سعدؓ نے کہا "تم سچ کہتے ہو" (فتح الباری بحوالہ مسند احمد) کیا اب بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت سعدؓ، حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے ناراض تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "اگر تم پر کوئی حبشی غلام بھی امیر بنا دیا جائے تو اس کی سنو اور اطاعت کرو" (صحیح بخاری) کیا حضرت سعدؓ نے اس حکم کی تعمیل کی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! "جس نے جماعت چھوڑ دی وہ جاہلیت کی موت مرا" (صحیح بخاری و صحیح مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو ایسی حالت میں مرا کہ اس نے بیعت نہیں کی تو وہ جاہلیت کی موت مرا" (صحیح مسلم) اگر تاریخ کے بیان کو صحیح مان لیا جائے تو کیا حضرت سعدؓ باوجود بدری صحابی ہونے کے جاہلیت کی موت مرے۔ کیا اللہ کی رضا جوئی جس کا قرآن شاہد ہے اسی کا نام ہے؟
(۱۲)	**جنگِ اُحد** مدینہ والوں کو (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کو) شکست ہوئی۔ (تاریخ اسلام اردو مؤلفہ امیر علی مترجمہ حسین رضوی ص ۳۱)	**جنگِ اُحد** قرآن مجید میں ہے (کفار میدان چھوڑ کر چلے گئے) مؤمنین نے ان کا تعاقب کیا۔ تعاقب کے بعد مسلمین اللہ کے فضل اور اسکی نعمت کے ساتھ واپس ہوئے (آل عمران-۱۷۴)	تاریخ میں کس قدر غلط بیانی کی گئی ہے۔ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤمنین فتحیاب ہوئے۔ تاریخ کہتی ہے شکست کھائی۔ کیا شکست خوردہ فوج، فاتح لشکر کا تعاقب کرتی ہے۔ دشمنانِ اسلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یہ ایک خفیہ چوٹ ہے۔
(۱۳)	**بلوۂ جمل** حضرت عائشہؓ نے جو حضرت علیؓ سے سخت نفرت رکھتی تھیں، اس شعلہ کو بھڑکایا، طلحہؓ اور زبیرؓ حلفِ اطاعت کو ایک طرف رکھکر پہلے مکہ کی طرف پھر عراق کی طرف بھاگ گئے جہاں حضرت عائشہؓ بھی ان سے جا ملیں اور خلیفہ (یعنی حضرت علیؓ) پر حملہ آور ہونے کی غرض سے باغیوں کی ایک بڑی فوج جمع ہو گئی ..... (باغیوں کو شکست ہوئی) حضرت عائشہؓ گرفتار ہو گئیں۔ (تاریخ اسلام	**بلوۂ جمل** حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ وغیرہ کو اپنی چادر اڑھا کر آیت تطہیر پڑھی (صحیح مسلم) حضرت عائشہ صدیقہؓ بصرہ روانہ ہوئیں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی اُن کے ساتھ تھے۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن)	اگر حضرت عائشہ صدیقہؓ کو حضرت علیؓ سے بغض ہوتا تو وہ کیسے ان کی فضیلت میں اس حدیث کو بیان کرتیں۔ حدیث مذکور کی روشنی میں تاریخ کا بیان حضرت عائشہ صدیقہؓ پر اتہام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عائشہؓ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسی ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر" (صحیح بخاری) حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ عشرہ مبشرہ

نمبر شمار	تاریخ	قرآن و حدیث	تبصرہ
	مؤلفہ امیر علی ص۶۱)		صحابیوں میں سے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شہید ہونے کی خبر دی (صحیح مسلم) ایسی جلیل القدر زوجۂ محترمہؓ اور ایسے صاحبِ فضل صحابیوں کے کردار کا کتنا مکروہ نقشہ ہے جو تاریخ میں کھینچا گیا ہے۔ بغاوت جو ایک سنگین جرم ہے اُس کا مرتکب انہیں بتایا گیا ہے۔ کیا یہ لوگ احادیث مذکورہ بالا کی روشنی میں جاہلیت کی موت مرے۔ اگر جاہلیت کی موت مرے تو شہید کیسے ہوئے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط خبر دی تھی؟ نعوذ باللہ۔ "زوجۂ مطہرہؓ کی گرفتاری" کتنا عجیب منظر پیش کرتی ہے۔ کیا یہ الفاظ کسی مسلم کی زبان اور قلم کو زیب دیتے ہیں۔
(۱۴)	**حضرت علیؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ** ابو موسیٰ اشعری در پردہ حضرت علیؓ سے عداوت رکھتا تھا۔ (تاریخ اسلام مؤلفہ امیر علی ص۶۲)	**حضرت علیؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ** قرآن مجید میں ہے "صحابہؓ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحیم ہیں" (فتح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علیؓ سے منافق ہی بغض رکھے گا" (صحیح مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے متعلق فرمایا تھا "وہ مجھ سے ہیں، میں ان سے ہوں" (صحیح مسلم)	صحابۂ کرامؓ کا آپس میں ایک دوسرے سے بغض رکھنا قرآن مجید کے خلاف ہے۔ اگر تاریخ کے بیان کو صحیح مان لیا جائے تو حضرت ابو موسیٰؓ منافق ہوئے کیونکہ انہیں حضرت علیؓ سے عداوت تھی۔ کیا کسی منافق کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما سکتے تھے کہ "وہ مجھ سے ہیں، میں ان سے ہوں"۔ تاریخ کا بیان سرتاپا جھوٹ ہے۔
(۱۵)	**حضرت عمرؓ کی جانشینی** حضرت عمرؓ سے جب اُن کی جانشینی کے سلسلہ میں پوچھا گیا تو فرمایا (کس کو جانشین بناؤں) (۱) علیؓ میں تو ظرافت بہت ہے۔ (۲) عثمانؓ ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیں گے، یہ لوگ اللہ کی نافرمانی کریں گے، لوگ عثمانؓ پر ٹوٹ پڑیں گے اور انہیں قتل کر دیں گے۔ (۳) طلحہؓ مغرور ہیں۔ (۴) زبیرؓ صاع اور مدّ میں لوگوں کے طمانچے ماریں گے۔ (۵) سعد بن ابی وقاصؓ تو بس جنگ کرنا جانتے ہیں۔ (۶) عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بس کا یہ کام نہیں۔ (گویا ان میں سے خلافت کا کوئی بھی اہل نہیں) (الاستیعاب)	**حضرت عمرؓ کی جانشینی** حضرت عمرؓ نے فرمایا "خلافت کا مستحق میں ان لوگوں سے زیادہ کسی کو نہیں جانتا۔ عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اپنی وفات تک خوش رہے۔ لہٰذا یہ لوگ اپنے میں سے جس کسی کو خلیفہ بنا دیں تو بس وہی خلیفہ ہے۔ اس کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔ اگر خلافت سعدؓ کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں"۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز و ابواب مناقب عثمانؓ) ایک اور موقع پر حضرت عمرؓ نے فرمایا "مشورہ کرنے کے بعد خلافت ان چھ آدمیوں میں رہے گی"۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد)	تاریخ اور حدیث کی روایتوں میں کس قدر تضاد ہے۔ عشرہ مبشرہ صحابیوں کے متعلق حضرت عمرؓ کے خیالات جو تاریخ نے بیان کئے ہیں کس قدر افسوس ناک ہیں۔ اگر عشرہ مبشرہ صحابیوں کا یہ حال ہے تو پھر اوروں کا کیا حال ہوگا۔ اگر تمام صحابہؓ نااہل تھے تو پھر تربیت دینے والے کے متعلق کیا خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ کیا نبیؐ برحق کے تربیت یافتہ ایسے ہوتے ہیں۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ صحابہؓ کے کردار پر چوٹ ہے حالانکہ اگر وہ غور کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ یہ دراصل نبوت پر بالواسطہ ضرب لگائی گئی ہے۔

نمبر شمار	تاریخ	قرآن وحدیث	تبصرہ
(١٦)	**حضرت عثمانؓ کا کردار** حضرت عثمانؓ نے حضرت عمارؓ کو اِس قدر مارا کہ اُنکا پیٹ پھٹ گیا۔ (الاستیعاب۔ الامامۃ والسیاستہ) حضرت عمارؓ نے حضرت عثمانؓ کو نعشل یہودی کہا۔ حضرت عمارؓ حضرت عثمانؓ کی غیبت کیا کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد حصہ سوم مترجمہ عبداللہ عمادی ص۳۶۴)	**حضرت عثمانؓ کا کردار** حضرت عثمانؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو بُلایا اور اُن سے فرمایا میں تمہیں عمارؓ کا حال نہ سُناؤں، میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اُن کے اور اُن کے والدین کے پاس سے گُذرا، اُن کو اسلام لانے کی وجہ سے تکلیف پہنچائی جارہی تھی۔ حضرت عمارؓ کے والدنے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "کیا ہم ہمیشہ اس تکلیف میں مبتلا رہیں گے"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صبر کرو"۔ پھر فرمایا "اے اللہ! آل یاسرؓ کی مغفرت فرما اور ان کی مغفرت تو ہو ہی گئی" (مسند احمد) قرآن مجید میں ہے کہ "صحابہؓ آپس میں ایک دوسرے پر بڑے رحیم ہیں"۔ (ح)	کیا قرآن مجید نے صحابہؓ کی کیفیت غلط بیان کی ہے (نعوذ باللہ) کیا تاریخ پر اعتماد کرکے قرآن مجید پر ایمان باقی رہ سکتا ہے؟ کیا یہ وہی حضرت عثمانؓ ہیں جن کے متعلق شیعہ مورخ امیر علی لکھتا ہے "حضرت عثمانؓ پارسا اور ایمان دار تھے" (تاریخ اسلام ص۵۶) "ان کا اعلیٰ وصف ان کی رحمدلی ہے" (تاریخ اسلام ص۵۸) حضرت عثمانؓ کی رحمدلی کا ایک شیعہ کو بھی اعتراف ہے لیکن یہ کیسی رحمدلی ہے کہ وہ ایک جلیل القدر صحابی کو اس قدر مارتے ہیں کہ اُن کا پیٹ پھٹ جاتا ہے اور صحابی بھی وہ جن کی مدح سرائی وہ خود کرتے ہیں۔
(١٧)	**حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ** حضرت علیؓ فرماتے ہیں "معاویہ، عمرو بن العاص ..... نہ دین والے ہیں نہ قرآن والے" (یعنی نہ اُن کا دین ہے نہ ایمان) (تاریخ طبری حصہ سوم کا حصہ دوم۔ خلافتِ راشدہ حصہ سوم مترجمہ حبیب الرحمٰن ص۳۶۰)	**حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ** رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ کو کاتب بنایا (صحیح مسلم) بحری جنگ کے سلسلہ میں بشارت دیتے ہوئے ان کا جنتی ہونا بتایا۔ ان کے خاندان کو اپنا محبوب بتایا (صحیح بخاری) ان کیلئے دُعا کی کہ "اے اللہ معاویہؓ کو ہادی۔ مہدی بنا اور ان کے ذریعہ ہدایت دے" (ترمذی) حضرت عمرو بن العاصؓ کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے ایک لشکر پر امیر بنایا (صحیح بخاری و صحیح مسلم) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگ اسلام لائے اور عمرو بن العاصؓ ایمان لائے" (مسند احمد) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عاص کے دونوں بیٹے مُومن ہیں۔ عمروؓ اور ہشامؓ"۔ (مسند احمد) سندہ صحیح (صحیح جامع الصغیر ۱/۷۰)	کیا بے دین اور بے ایمان کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا محبوب اور کاتب بنا سکتے تھے؟ کیا بے دین کے متعلق آپؐ جنتی ہونے کی بشارت دے سکتے تھے؟ کیا کسی بے دین و بے ایمان شخص کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سپہ سالار بنا سکتے تھے؟ کیا کسی بے ایمان شخص کے ایمان کی گواہی آپؐ دے سکتے تھے؟
(١٨)	**واقعۂ تحکیم** حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے فرمایا "اللہ تجھے توفیق نہ دے، تو نے بدعہدی کی اور فسق و فجور کا ارتکاب کیا۔ تیری مثال کُتّے کی سی ہے کہ سامان لادا جائے تو ہانپے اور ویسے ہی چھوڑ دیا جائے تو بھی ہانپے"۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے فرمایا "تیری مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہو"۔ پھر شریح بن ہانی نے فاتحِ مصر حضرت عمرو بن العاصؓ کو کوڑے مارنے شروع کر دئے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے شریح کو مارا۔ خوب مار پیٹ ہوئی۔ (تاریخ طبری حصہ سوم کا حصہ دوم، خلافتِ راشدہ حصہ سوم مترجمہ حبیب الرحمٰن ص۳۹۸)	**واقعۂ تحکیم** قرآن مجید میں ہے کہ "صحابہ کرامؓ کے ساتھ تقوے کو چمٹا دیا گیا ہے اور وہ اس کے مستحق بھی ہیں اور اہل بھی" (فتح) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کیلئے دُعا کی "اے اللہ اسکو باعزت مقام میں داخل کر، وہ مجھ سے ہیں میں ان سے ہوں"۔ (صحیح مسلم ابواب الفضائل) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک حضرت عمرو بن العاصؓ سے محبت کرتے رہے۔ (مسند احمد)	کیا صحابہ کرامؓ اور محبوبِ رسُولؐ کے درمیان یہ گالی گلوچ ان کے اس کردار کے عین مطابق ہے جس کو قرآن و حدیث نے بیان کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ کے کردار کو ایسے مکروہ طریقے سے پیش کرنیکا مقصد ہی یہی ہے کہ نبوت پر چوٹ پڑے لیکن اسلام کے نادان دوستوں کی سمجھ میں یہ چیز نہیں آتی۔ وہ تاریخ کے ان خرافات کو سینے سے لگائے پھر رہے ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ	قرآن وحدیث	تبصرہ
(۱۹)	**حضرت عثمانؓ کی بیعت** حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کا اعلان کیا تو لوگ حضرت عثمانؓ کے چاروں طرف چھا گئے۔ سب نے بیعت کی مگر حضرت علیؓ پیچھے رہ گئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "جو عہد شکنی کرے گا اُس کی عہد شکنی اُس کی ذات کیلئے نقصان دہ ہوگی"۔ یہ سُن کر حضرت علیؓ نے بیعت کی اور فرمایا "دھوکا اور فریب! کس قدر فریب دیا گیا ہے"۔ (تاریخ طبری حصّہ سوم۔ خلافتِ راشدہ حصّہ دوم مترجمہ رشید احمد ص۳۱)	**حضرت عثمانؓ کی بیعت** جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عثمانؓ کی خلافت کا اعلان کرنے والے تھے تو حضرت علیؓ نے فوراً کہا "اے عثمانؓ! میں تمہاری بیعت کرتا ہوں"۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی، پھر تمام لوگوں نے بیعت کی۔ (صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ وکتاب الاحکام)	صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت علیؓ نے بغیر کسی پس وپیش کے زبانی بیعت سب سے پہلے کی اور ہاتھ پر بیعت کرنے میں ان کا نمبر دوسرا تھا۔ لیکن تاریخ میں ہے کہ انہوں نے بہت دیر میں بیعت کی اور وہ بھی دھمکی کے بعد۔
(۲۰)	**سُورۂ لہب کا نزول** ابولہب اکثر اوقات کہا کرتا تھا کہ محمدؐ مجھ سے بہت سی چیزوں کا وعدہ کرتا ہے، میں اُن میں سے ایک کو بھی نہیں دیکھتا، محمدؐ کہتا ہے کہ وہ مَوت کے بعد ہوں گی، پھر اپنے ہاتھوں پر پھُونک مار کر کہتا "خرابی ہو تم کو، میں تمہارے اندر ان میں سے ایک کو بھی نہیں دیکھتا جو محمدؐ کہتا ہے"۔ پس اللہ تعالیٰ نے سُورۂ لہب نازل فرمائی۔ (سیرۃ ابن ہشام اردو ترجمہ مطبوعہ رفاہِ عام سٹیم پریس لاہور ص۱۱۹ ملخصًا)	**سُورۂ لہب کا نزول** جب یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر کُفّارِ مکّہ سے خطاب فرمایا اور اُن کو اسلام کی دعوت دی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس دعوت کو سُن کر ابولہب نے کہا "تم تمام دن برباد رہو، کیا تم نے ہمیں یہاں اسی لئے جمع کیا تھا"۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت سُورۂ لہب نازل فرمائی۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم ملخصًا)	حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سُورۂ لہب بالکل ابتدائی تبلیغ کے زمانہ میں نازل ہوئی، تاریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی تبلیغ کے بہت عرصہ بعد نازل ہوئی جبکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کافی وعدوں اور وعیدوں سے اُن کو رُوشناس کر چکے تھے لیکن ان وعدوں اور وعیدوں کے ظہور میں تاخیر ہو رہی تھی۔
(۲۱)	**سراقہؓ کے لئے پروانۂ امن** سراقہؓ کہتے ہیں "میں نے عرض کیا میں آپؐ سے ایک نشانی چاہتا ہوں جو میرے اور آپؐ کے درمیان میں ہو۔ (آپؐ نے) ابوبکرؓ سے فرمایا اے ابوبکرؓ تم لکھدو۔ ابوبکرؓ نے ایک ہڈی یا ٹھیکری یا پرچہ لکھکر میری طرف ڈالدیا۔ میں نے اُسے اُٹھا کر اپنے توشہ دان میں رکھ لیا"۔ (سیرۃ ابن ہشام ص۱۷۴)	**سراقہؓ کے لئے پروانۂ امن** سراقہؓ نے عرض کیا "میرے لئے ایک پروانۂ امن لکھدیا جائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عامر بن فہیرہؓ کو لکھنے کا حکم دیا۔ انہوں نے چمڑے کے ایک رقعہ میں تحریرِ امن لکھ (کر سراقہؓ کے حوالہ کر) دی۔ (صحیح بخاری)	حدیث میں ہے کہ تحریرِ امن حضرت عامرؓ نے لکھی، تاریخ میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے لکھی۔
(۲۲)	**مرحب کا قاتل کون ہے؟** جنگِ خیبر میں یہودیوں کے سپہ سالار مرحب کو حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے قتل کیا (سیرۃ ابن ہشام ملخصًا ص۳۷۶) محمّد بن مسلمہؓ نے مرحب کی دونوں ٹانگیں کاٹ دیں، وہ زمین پر پڑا ہوا تھا کہ حضرت علیؓ اُس کے پاس سے گذرے اور اُنہوں نے اس کا سر کاٹ دیا (واقدی، بلوغ الامانی جُزء ۲۱ ص۱۳۱)	**مرحب کا قاتل کون ہے؟** یہودیوں کے سپہ سالار مرحب کو حضرت علیؓ نے باقاعدہ مقابلہ کے بعد قتل کیا۔ (صحیح مسلم ملخصًا)	دونوں میں تضاد ظاہر ہے۔ تاریخ کا بیان بُغضِ علیؓ کا مُظہر ہے۔

نمبر شمار	تاریخ	قرآن و حدیث	تبصرہ
(۲۳)	**جنگِ حُنین اور کثرتِ تعداد پر فخر** جب آپؐ مکّہ سے حنین کی طرف چلے ہیں اور اپنے لشکر کی کثرت ملاحظہ کی ہے تو فرمایا تھا کہ ہم مغلوب نہ ہوں گے۔ (سیرۃ ابن ہشام صـ۴۱۶)	**جنگِ حُنین اور کثرتِ تعداد پر فخر** قرآن مجید کی آیت اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو اپنی کثرت پر گھمنڈ ہو گیا تھا۔ حدیث میں ہے کہ لوگوں نے اپنی کثرتِ تعداد پر فخر کیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ان کا کثرتِ تعداد پر فخر کرنا ناگوار گذرا۔ (رواہ الحاکم و صححہ۔ بلوغ الامانی جزء ۲۱ صـ۱۶۹)	تاریخ کا بیان کس قدر غلط اور شانِ نبوّت کے خلاف ہے، گویا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بجائے اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنے کے وسائل پر توکّل کرتے تھے۔ جس چیز پر اللہ تعالیٰ نے خفگی کا اظہار کیا اور جس چیز کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ناپسند فرمایا اُسی چیز کو تاریخ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف منسوب کر دیا۔ اِنّا لِلّٰہ و انّا الیہ راجعون
(۲۴)	**حضرت عمّار بن یاسرؓ اور تعمیرِ مسجدِ نبوی** عمّار بن یاسرؓ آئے، اُن کے سر پر بہت اینٹیں رکھی ہوئی تھیں، اور عرض کرنے لگے۔ یا رسُولَ اللہ اِن لوگوں نے مجھ کو قتل کر دیا ہے، میرے اُوپر اتنا بوجھ رکھ دیتے ہیں جو مجھ سے چل نہیں سکتا۔ (آپؐ نے) فرمایا "اے ابن سمیّہ، یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو تجھکو قتل کریں گے، تجھ کو باغیوں کا گروہ قتل کرے گا"۔ (سیرۃ ابن ہشام صـ۱۷۶)	**حضرت عمّار بن یاسرؓ اور تعمیرِ مسجدِ نبوی** ۔ مسجدِ نبوی کی تعمیر کے وقت تمام صحابۂ کرامؓ ایک ایک اینٹ اُٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمّارؓ دو دو اینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں دیکھا تو اُن کے سر پر سے مٹّی جھاڑنے لگے اور فرمایا "عمّار پر افسوس، انہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی"۔ (صحیح بخاری)	(۱) حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمّارؓ دو دو اینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے۔ تاریخ میں ہے کہ کئی کئی اینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے اور ان کے بوجھ سے نڈھال ہو گئے تھے۔ (۲) حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمّارؓ برضا و رغبت ثواب کی خاطر دو دو اینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے، تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی کئی اینٹیں اُٹھانے کیلئے اُن پر جبر کیا جا رہا تھا اور وہ بادلِ ناخواستہ یہ کام کر رہے تھے۔ گویا مدینہ منوّرہ میں بھی ان کو دشمنوں کے ظلم سے نجات نہیں ملی تھی۔

تاریخ اور قرآن حدیث کے بیان کردہ واقعات میں جو تضاد ہے وہ اُوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔ ایسی صورت میں کیا یہ اور اسی قسم کے دوسرے قصّے قرآن و حدیث کے خلاف ہوتے ہوئے بھی تسلیم کئے جا سکتے ہیں۔ کیا اِن قصّوں کو تسلیم کرنے کے بعد قرآن و حدیث پر ایمان رہ سکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

نمبر	عنوان	صفحہ
	سیرۃ النبیؐ	
۱	حالات قبل نبوّت	۱
۲	نبوّت سے قبل معاشرہ کی حالت	۴
۳	آثارِ نبوّت	۶
۴	آغازِ وحی	۹
۵	آغازِ تبلیغ	۱۱
۶	پہاڑی کا وعظ	۱۳
۷	تبلیغ میں شدّت	۱۵
۸	کُفّار کا مضحکہ خیز مطالبہ	۲۲
۹	حضرت عمرو بن عبسہؓ کا اسلام قبول کرنا	۲۹
۱۰	حضرت ابوذرؓ کا اسلام قبول کرنا	۳۰
۱۱	مکّہ میں قحط سالی	۴۱
۱۲	حضرت عمرؓ کا اسلام قبول کرنا	۵۲
۱۳	جنّات کی پریشانی	۵۳
۱۴	کُفّار کا انتہائی مضحکہ خیز مطالبہ	۶۶
۱۵	حضرت ضمادؓ کا قبولِ اسلام	۸۲
۱۶	شریعت سازی شرک ہے	۹۵
۱۷	نماز میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اوجھڑی ڈالنا	۱۱۳
۱۸	حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات	۱۱۷
۱۹	طائف میں تبلیغ	۱۱۸
۲۰	حضرت ابوبکرؓ اور ہجرتِ حبشہ	۱۳۰
۲۱	رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حضرت عائشہؓ سے نکاح	۱۳۱
۲۲	معجزۂ شقّ القمر	۱۳۲
۲۳	معراج	۱۳۳
۲۴	منصبِ نبوّت	۱۴۵
۲۵	ہجرت	۱۵۷
۲۶	حضرت عبداللہ بن سلامؓ کا اسلام قبول کرنا	۱۶۲
۲۷	عدیم النّظیر واقعۂ ایثار	۱۶۵
۲۸	کھجور کے تنے کا رونا	۱۷۰
۲۹	یہودیوں میں تبلیغ	۱۷۴
۳۰	جنگوں کا آغاز اور احکامات کا نزول	۱۸۱
۳۱	تحویلِ قبلہ	۱۹۲
۳۲	**جنگِ بدر**	۱۹۹
۳۳	جماعت المسلمین کی پہلی عید	۲۱۵
۳۴	رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حضرت حفصہؓ سے نکاح	۲۱۵
۳۵	**جنگِ بنو نضیر**	۲۲۴
۳۶	ولایت کا معیار	۲۳۳
۳۷	یہودیوں کی شرارتیں، یہودی سَرغنوں کا قتل	۲۳۸
۳۸	**جنگِ اُحد**	۲۵۹
۳۹	حضرت خنساءؓ کا نکاح مسترد کر دیا گیا	۲۸۰
۴۰	واقعۂ رجیع	۲۹۰
۴۱	واقعۂ بئرِ معونہ	۲۹۲

نمبر	عنوان	صفحہ
۴۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت اُمِّ سلمہؓ سے نکاح	۲۹۴
۴۳	واقعۂ ایلاء	۲۹۶
۴۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینبؓ سے نکاح	۳۰۱
۴۵	جنگِ بنو مصطلق	۳۰۶
۴۶	حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت	۳۰۸
۴۷	جنگِ خندق	۳۲۵
۴۸	بنو قریظہ کا انجام	۳۳۴
۴۹	حضرت معاویہؓ اور یزیدؒ کی فضیلت	۳۵۳
۵۰	جنگِ فزارہ	۳۵۸
۵۱	اسلامی معاشرہ کے متعلق نزولِ احکام	۳۶۳
۵۲	جنگِ بطن بُواط	۳۸۳
۵۳	صلح حدیبیہ	۳۹۶
۵۴	ذو قرد کا ڈاکہ	۴۱۵
۵۵	جنگِ خیبر	۴۱۹
۵۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صفیہؓ سے نکاح	۴۲۹
۵۷	سپہ سالاروں کو ہدایات	۴۳۱
۵۸	بادشاہوں کے نام دعوت نامے	۴۳۲
۵۹	جنگِ نجد	۴۴۰
۶۰	جنگِ ذات الرّقاع	۴۴۲
۶۱	جنگِ بنو لحیان	۴۵۰
۶۲	نمازِ عید میں عورتوں کی شرکت لازمی ہے	۴۵۴
۶۳	اہلِ فارس کی فضیلت	۴۵۶
۶۴	عمرۃ القضاء	۴۵۷
۶۵	جنگِ جمینہ	۴۶۶
۶۶	جنگِ مُوتہ	۴۶۷
۶۷	سریّہ نجد	۴۷۰
۶۸	فتحِ مکّہ	۴۷۱
۶۹	متفرّق واقعات بعد فتحِ مکّہ	۴۸۱
۷۰	سریّہ خالدؓ	۴۸۳
۷۱	حضرت اُمِّ حبیبہؓ سے نکاح	۴۸۴
۷۲	جنگِ حنین	۴۸۵
۷۳	جنگِ اوطاس	۴۹۰
۷۴	جنگِ طائف	۴۹۱
۷۵	یمن پر فوج کشی اور سریّہ خالدؓ	۴۹۶
۷۶	ذوالخلصہ کی تباہی	۵۱۴
۷۷	جنگِ تبوک	۵۱۶
۷۸	سریّہ اُسامہؓ	۵۴۱
۷۹	ختمِ نبوّت کی وضاحت	۵۵۱
۸۰	دجّال کے متعلق ایک خطبہ	۵۵۵
۸۱	حضرت تمیم داریؓ کا قبولِ اسلام	۵۵۷
۸۲	فرقہ بندی کی ممانعت	۵۶۲
۸۳	جنگِ بنو عبس	۵۶۹
۸۴	قیصر و کسریٰ سے جنگ کا حکم	۵۷۳
۸۵	حجۃ الوداع	۵۷۴
۸۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخی خطبہ	۵۸۰
۸۷	جماعت المسلمین سے وابستہ رہنے کی ہدایت	۵۹۰
۸۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات	۵۹۲
۸۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل	۶۰۳
۹۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل	۶۰۴
۹۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل	۶۰۶
	اہلِ بیت	
۹۲	ازواج مطہّراتؓ	۶۱۵
۹۳	اہلِ بیت کون لوگ ہیں	۶۱۵
۹۴	آلِ محمدؐ کون ہیں	۶۱۶

نمبر	عنوان	صفحہ
۹۵	ازواجِ مطہّرات کے فضائل	۶۱۹
۹۶	حضرت خدیجہ رضؓ	۶۲۱
۹۷	حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ	۶۲۲
۹۸	حضرت سودہ رضؓ	۶۳۱
۹۹	حضرت حفصہ رضؓ	۶۳۲
۱۰۰	حضرت اُمِّ سلمہ رضؓ	״
۱۰۱	حضرت زینب رضؓ	۶۳۴
۱۰۲	حضرت جویریہ رضؓ	۶۳۶
۱۰۳	حضرت صفیّہ رضؓ	״
۱۰۴	حضرت میمونہ رضؓ	۶۳۷
۱۰۵	حضرت اُمِّ حبیبہ رضؓ	۶۳۸
۱۰۶	**اولادِ نبوی ص**	۶۳۹
۱۰۷	حضرت ابراہیم رضؓ	״
۱۰۸	حضرت زینب رضؓ	۶۴۰
۱۰۹	حضرت رُقیّہ رضؓ	۶۴۱
۱۱۰	حضرت اُمِّ کلثوم رضؓ	״
۱۱۱	حضرت فاطمہ رضؓ	״
۱۱۲	حضرات حسنین رضؓ	۶۴۵
	تاریخ الخلفاء	
۱۱۳	صحابۂ کرامؓ کے فضائل	۶۴۷
۱۱۴	آدابِ خلافت	۶۵۳
۱۱۵	خلافتِ راشدہ کے متعلّق اللہ تعالیٰ کے وعدے	۶۵۶
۱۱۶	حضرت ابوبکر رضؓ	۶۶۱
۱۱۷	حضرت عمر رضؓ	۶۹۳
۱۱۸	حضرت عثمان رضؓ	۷۴۳
۱۱۹	حضرت علی رضؓ	۷۵۴
۱۲۰	حضرت حسن رضؓ	۷۷۷
۱۲۱	حضرت معاویہ رضؓ	۷۷۹
۱۲۲	حضرت یزید رحؒ	۷۸۸
۱۲۳	حضرت مروان رحؒ	۷۹۴
۱۲۴	حضرت عبدالملک رحؒ	۷۹۶
۱۲۵	حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ	۷۹۷
۱۲۶	حضرت ولید رحؒ	۸۰۴
۱۲۷	حضرت عمر بن عبدالعزیز رحؒ	۸۰۵
	تاریخ الصّحابہ رضؓ	
۱۲۸	اُسوۂ صحابہ رضؓ	۸۰۹
۱۲۹	حضرت ابان بن سعید رضؓ	۸۱۳
۱۳۰	حضرت ابن حدرد رضؓ	۸۱۴
۱۳۱	حضرت ابن دحداح رضؓ	״
۱۳۲	حضرت ابن قوقل رضؓ	״
۱۳۳	حضرت ابن لتبیّہ رضؓ	״
۱۳۴	حضرت ابو ارطات رضؓ	״
۱۳۵	حضرت ابو اسرائیل رضؓ	۸۱۵
۱۳۶	حضرت ابو اُسید رضؓ	״
۱۳۷	حضرت ابو الطّفیل رضؓ	״
۱۳۸	حضرت ابو العاص رضؓ	۸۱۶
۱۳۹	حضرت ابو الیسر رضؓ	״
۱۴۰	حضرت ابو ایوب رضؓ	۸۱۷
۱۴۱	حضرت ابو بُردہ رضؓ	۸۱۸
۱۴۲	حضرت ابو برزہ رضؓ	״
۱۴۳	حضرت ابو بصیر رضؓ	۸۱۹
۱۴۴	حضرت ابو بکرہ رضؓ	״
۱۴۵	حضرت ابو ثعلبہ رضؓ	۸۲۰
۱۴۶	حضرت ابو جندل رضؓ	״
۱۴۷	حضرت ابو جہیم رضؓ	۸۲۱

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۴۸	حضرت ابوحُذیفہ رضؓ	۸۲۱
۱۴۹	حضرت ابوحُمَیْد رضؓ	״
۱۵۰	حضرت ابوخَیثمہ رضؓ	۸۲۲
۱۵۱	حضرت ابودجانہ رضؓ	״
۱۵۲	حضرت ابودرداء رضؓ	״
۱۵۳	حضرت ابوذر رضؓ	۸۲۳
۱۵۴	حضرت ابورافع رضؓ	۸۲۶
۱۵۵	حضرت ابورجاء رضؓ	״
۱۵۶	حضرت ابورفاعہ رضؓ	״
۱۵۷	حضرت ابوزید رضؓ	״
۱۵۸	حضرت ابوسعید بن معلّٰی رضؓ	״
۱۵۹	حضرت ابوسعید خُدری رضؓ	۸۲۷
۱۶۰	حضرت ابوسفیان بن حارث رضؓ	״
۱۶۱	حضرت ابوسفیان بن حرب رضؓ	۸۲۸
۱۶۲	حضرت ابوسلمہ رضؓ	۸۳۰
۱۶۳	حضرت ابوسنابل رضؓ	״
۱۶۴	حضرت ابوشاہ رضؓ	״
۱۶۵	حضرت ابوشریح رضؓ	۸۳۱
۱۶۶	حضرت ابوشعیب رضؓ	״
۱۶۷	حضرت ابوطلحہ رضؓ	״
۱۶۸	حضرت ابوعامر رضؓ	۸۳۴
۱۶۹	حضرت ابوعبیدہ رضؓ	۸۳۵
۱۷۰	حضرت ابوعُقَیل رضؓ	۸۳۶
۱۷۱	حضرت ابوعمرو رضؓ	״
۱۷۲	حضرت ابوعمیر رضؓ	״
۱۷۳	حضرت ابوقتادہ رضؓ	״
۱۷۴	حضرت ابوقحافہ رضؓ	۸۳۸
۱۷۵	حضرت ابولبابہ رضؓ	״
۱۷۶	حضرت ابومحذورہ رضؓ	״
۱۷۷	حضرت ابومذکور رضؓ	۸۳۸
۱۷۸	حضرت ابومعبد رضؓ	۸۳۹
۱۷۹	حضرت ابومسعود رضؓ	״
۱۸۰	حضرت ابوموسیٰ رضؓ	״
۱۸۱	حضرت ابونائلہ رضؓ	۸۴۴
۱۸۲	حضرت ابوواقد رضؓ	״
۱۸۳	حضرت ابوہُریرہ رضؓ	״
۱۸۴	حضرت آبی اللّحم رضؓ	۸۴۹
۱۸۵	حضرت اُبَیّ ابن کعب رضؓ	״
۱۸۶	حضرت اخرم رضؓ	۸۵۰
۱۸۷	حضرت اُسامہ رضؓ	״
۱۸۸	حضرت اُسَید رضؓ	۸۵۲
۱۸۹	حضرت اسماء بنت ابی بکر رضؓ	״
۱۹۰	حضرت اسماء بنت عمیس رضؓ	۸۵۵
۱۹۱	حضرت اشج رضؓ	۸۵۶
۱۹۲	حضرت اشعث رضؓ	״
۱۹۳	حضرت اقرع رضؓ	״
۱۹۴	حضرت اُمِّ اُسَید رضؓ	۸۵۷
۱۹۵	حضرت اُمّ العلاء رضؓ	״
۱۹۶	حضرت اُمّ الفضل رضؓ	״
۱۹۷	حضرت اُمامہ رضؓ	״
۱۹۸	حضرت اُمِّ ایمن رضؓ	۸۵۸
۱۹۹	حضرت اُمِّ حبیبہ بنت جحش رضؓ	״
۲۰۰	حضرت اُمِّ حرام رضؓ	۸۵۹
۲۰۱	حضرت اُمِّ حُفَید رضؓ	״
۲۰۲	حضرت اُمِّ خالد رضؓ	״
۲۰۳	حضرت امرؤالقیس رضؓ	۸۶۰
۲۰۴	حضرت اُمِّ رُبَیِّع رضؓ	״
۲۰۵	حضرت اُمِّ رُومان رضؓ	״

نمبر	عنوان	صفحہ
۲۰۶	حضرت اُمِّ زفر رضؓ	۸۶۱
۲۰۷	حضرت اُمِّ سلیط رضؓ	〃
۲۰۸	حضرت اُمِّ سُلَیم رضؓ	〃
۲۰۹	حضرت اُمِّ سنان رضؓ	۸۶۳
۲۱۰	حضرت اُمِّ عبد رضؓ	〃
۲۱۱	حضرت اُمِّ عطیہؓ رضؓ	〃
۲۱۲	حضرت اُمِّ قیس رضؓ	۸۶۴
۲۱۳	حضرت اُمِّ کعب رضؓ	〃
۲۱۴	حضرت اُمِّ کلثوم بنت عقبہ رضؓ	〃
۲۱۵	حضرت اُمِّ کلثوم بنت علی رضؓ	〃
۲۱۶	حضرت اُمِّ مالک رضؓ	〃
۲۱۷	حضرت اُمِّ مبشّر رضؓ	۸۶۵
۲۱۸	حضرت اُمِّ مسطح رضؓ	〃
۲۱۹	حضرت اُمِّ ہانی رضؓ	〃
۲۲۰	حضرت اُمِّ ہشام رضؓ	۸۶۶
۲۲۱	حضرت امیمہ رضؓ	〃
۲۲۲	حضرت انجشہ رضؓ	〃
۲۲۲	حضرت انس بن مالک رضؓ	〃
۲۲۴	حضرت انس بن نضر رضؓ	۸۶۹
۲۲۵	حضرت اوس رضؓ	۸۷۰
۲۲۶	حضرت اُہبان	〃
۲۲۷	حضرت براء رضؓ	〃
۲۲۸	حضرت بریدہ رضؓ وحضرت بریرہ رضؓ	۸۷۱
۲۲۹	حضرت بُسر رضؓ	〃
۲۳۰	حضرت بسیسہ رضؓ	۸۷۲
۲۳۱	حضرت بشیر رضؓ	〃
۲۳۲	حضرت بلال رضؓ	〃
۲۳۳	حضرت بنت خفاف رضؓ	۸۷۴
۲۳۴	حضرت بنت عبدالرحمٰن رضؓ	〃
۲۳۵	حضرت تمیم داری رضؓ	۸۷۴
۲۳۶	حضرت ثابت بن ضحاک رضؓ	۸۷۵
۲۳۷	حضرت ثابت بن قیس رضؓ	〃
۲۳۸	حضرت ثمامہ رضؓ	۸۷۶
۲۳۹	حضرت ثوبان رضؓ	〃
۲۴۰	حضرت جابر بن سمرہ رضؓ	〃
۲۴۱	حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ	۸۷۷
۲۴۲	حضرت جبار رضؓ	۸۸۲
۲۴۳	حضرت جبیر رضؓ	۸۸۳
۲۴۴	حضرت جریر رضؓ	〃
۲۴۵	حضرت جعفر رضؓ	۸۸۴
۲۴۶	حضرت جلیبیب رضؓ	۸۸۵
۲۴۷	حضرت جُندب رضؓ	〃
۲۴۸	حضرت حارثہ بن سراقہ رضؓ	۸۸۶
۲۴۹	حضرت حارثہ بن وہب رضؓ	〃
۲۵۰	حضرت حاطب رضؓ	〃
۲۵۱	حضرت حُبیش رضؓ	۸۸۷
۲۵۲	حضرت حُذیفہ رضؓ	〃
۲۵۳	حضرت حرام رضؓ	۸۸۹
۲۵۴	حضرت حسّان رضؓ	〃
۲۵۵	حضرت حکیم رضؓ	۸۹۰
۲۵۶	حضرت حمزہ رضؓ بن عبدالمطلب	۸۹۱
۲۵۷	حضرت حمزہ بن عمرو رضؓ	۸۹۲
۲۵۸	حضرت حنظلہ رضؓ	〃
۲۵۹	حضرت حولاء رضؓ	۸۹۳
۲۶۰	حضرت خالد بن سعید رضؓ	〃
۲۶۱	حضرت خالد بن ولید رضؓ	〃
۲۶۲	حضرت خبّاب رضؓ	۸۹۵
۲۶۳	حضرت خبیب رضؓ	۸۹۶

نمبر	عنوان	صفحہ
۲۶۴	حضرت خِدام رضؓ	۸۹۷
۲۶۵	حضرت خرباق رضؓ	〃
۲۶۶	حضرت خزیمہ رضؓ	〃
۲۶۷	حضرت خفاف رضؓ	〃
۲۶۸	حضرت خنساء رضؓ	〃
۲۶۹	حضرت خنیس رضؓ	۸۹۸
۲۷۰	حضرت خولہ رضؓ	〃
۲۷۱	حضرت دحیہ رضؓ	〃
۲۷۲	حضرت دِرّہ رضؓ	〃
۲۷۳	حضرت رافع رضؓ	〃
۲۷۴	حضرت رافع بن خدیج رضؓ	〃
۲۷۵	حضرت رباح رضؓ	۸۹۹
۲۷۶	حضرت رُبیّع	〃
۲۷۷	حضرت ربیعہ بن حارث رضؓ	۹۰۰
۲۷۸	حضرت ربیعہ بن عبدان رضؓ	〃
۲۷۹	حضرت ربیعہ بن کعب رضؓ	〃
۲۸۰	حضرت رفاعہ رضؓ	〃
۲۸۱	حضرت زاہر رضؓ	۹۰۱
۲۸۲	حضرت زبیر رضؓ	〃
۲۸۳	حضرت زید بن ارقم رضؓ	۹۰۳
۲۸۴	حضرت زید بن ثابت رضؓ	۹۰۴
۲۸۵	حضرت زید بن حارثہ رضؓ	۹۰۵
۲۸۶	حضرت زید بن خالد رضؓ	۹۰۶
۲۸۷	حضرت زید بن دثنہ	〃
۲۸۸	حضرت زید بن عمرو رضؓ	〃
۲۸۹	حضرت زینب رضؓ	۹۰۷
۲۹۰	حضرت زینب رضؓ بنتِ حمید رضؓ	〃
۲۹۱	حضرت زینب بنتِ ابی سلمہ رضؓ	〃
۲۹۲	حضرت زینب رضؓ زوجۂ ابن مسعود رضؓ	〃
۲۹۳	حضرت سالم رضؓ	۹۰۸
۲۹۴	حضرت سائب رضؓ	〃
۲۹۵	حضرت سبرہ رضؓ	۹۰۹
۲۹۶	حضرت سُبَیعہ رضؓ	〃
۲۹۷	حضرت سراقہ رضؓ	〃
۲۹۸	حضرت سعد بن ابی وقّاص رضؓ	۹۱۰
۲۹۹	حضرت سعد بن خولہ رضؓ	۹۱۳
۳۰۰	حضرت سعد بن ربیع رضؓ	〃
۳۰۱	حضرت سعد بن عبادہ رضؓ	۹۱۴
۳۰۲	حضرت سعد بن معاذ رضؓ	۹۱۵
۳۰۳	حضرت سعید بن زید رضؓ	۹۱۷
۳۰۴	حضرت سفیان رضؓ	〃
۳۰۵	حضرت سلمان رضؓ	〃
۳۰۶	حضرت سلمہ رضؓ	۹۱۸
۳۰۷	حضرت سلمہ بن اکوع رضؓ	〃
۳۰۸	حضرت سُلَیک رضؓ	۹۲۲
۳۰۹	حضرت سنین رضؓ	〃
۳۱۰	حضرت سوید بن مقرن رضؓ	〃
۳۱۱	حضرت سوید بن نعمان رضؓ	〃
۳۱۲	حضرت سہل رضؓ اور حضرت سہیل رضؓ	〃
۳۱۳	حضرت سَہل بن حُنَیف رضؓ	〃
۳۱۴	حضرت سہل بن سعد رضؓ	۹۲۳
۳۱۵	حضرت سہلہ رضؓ	〃
۳۱۶	حضرت سہیل بن بیضاء رضؓ	〃
۳۱۷	حضرت شرید رضؓ	۹۲۴
۳۱۸	حضرت صعب رضؓ	〃
۳۱۹	حضرت صفوان رضؓ بن اُمیّہ	〃
۳۲۰	حضرت صفوان بن معطّل رضؓ	〃
۳۲۱	حضرت صہیب رضؓ	۹۲۵

نمبر	عنوان	صفحہ
۳۲۲	حضرت ضباعہؓ	۹۲۵
۳۲۳	حضرت ضمادؓ	۹۲۶
۳۲۴	حضرت ضمامؓ	〃
۳۲۵	حضرت طفیلؓ	۹۲۷
۳۲۶	حضرت طلحہؓ	〃
۳۲۷	حضرت ظہیرؓ	〃
۳۲۸	حضرت عازبؓ	۹۲۸
۳۲۹	حضرت عاصم بن ثابتؓ	〃
۳۳۰	حضرت عاصم بن عدیؓ	〃
۳۳۱	حضرت عامرؓ	۹۲۹
۳۳۲	حضرت عامر بن اکوعؓ	〃
۳۳۳	حضرت عامر بن ربیعہؓ	〃
۳۳۴	حضرت عامر بن فہیرہؓ	۹۳۰
۳۳۵	حضرت عائذؓ	〃
۳۳۶	حضرت عبادہؓ	〃
۳۳۷	حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ	۹۳۱
۳۳۸	حضرت عباس بن مرداسؓ	۹۳۳
۳۳۹	حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ	〃
۳۴۰	حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ	〃
۳۴۱	حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ	۹۳۶
۳۴۲	حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ	〃
۳۴۳	حضرت عبداللہ بن ابی طلحہؓ	〃
۳۴۴	حضرت عبداللہ بن امیہؓ	〃
۳۴۵	حضرت عبداللہ بن ثعلبہؓ	۹۳۷
۳۴۶	حضرت عبداللہ بن جبیرؓ	〃
۳۴۷	حضرت عبداللہ بن جعفرؓ	〃
۳۴۸	حضرت عبداللہ بن حذافہؓ	〃
۳۴۹	حضرت عبداللہ بن رواحہؓ	۹۳۸
۳۵۰	حضرت عبداللہ بن زیدؓ	〃
۳۵۱	حضرت عبداللہ بن سرجسؓ	۹۳۹
۳۵۲	حضرت عبداللہ بن سلامؓ	〃
۳۵۳	حضرت عبداللہ بن سہلؓ	۹۴۰
۳۵۴	حضرت عبداللہ بن عباسؓ	〃
۳۵۵	حضرت عبداللہ بن عبداللہؓ	۹۴۴
۳۵۶	حضرت عبداللہ بن عتیکؓ	〃
۳۵۷	حضرت عبداللہ بن عمرؓ	۹۴۵
۳۵۸	حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ	۹۵۲
۳۵۹	حضرت عبداللہ بن عمرو بن اُمِّ مکتومؓ	۹۵۴
۳۶۰	حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ	۹۵۵
۳۶۱	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	〃
۳۶۲	حضرت عبداللہ بن مغفلؓ	۹۵۹
۳۶۳	حضرت عبداللہؓ بن ہشام	〃
۳۶۴	حضرت عبداللہ حمارؓ	۹۶۰
۳۶۵	حضرت عبدالمطلبؓ	〃
۳۶۶	حضرت عتبانؓ	〃
۳۶۷	حضرت عتبہؓ	۹۶۱
۳۶۸	حضرت عثمان بن ابی العاصؓ	〃
۳۶۹	حضرت عثمان بن حنیفؓ	〃
۳۷۰	حضرت عثمان بن طلحہؓ	〃
۳۷۱	حضرت عثمان بن مظعونؓ	〃
۳۷۲	حضرت عدیؓ	۹۶۲
۳۷۳	حضرت عروہؓ	۹۶۳
۳۷۴	حضرت عزّہ	〃
۳۷۵	حضرت عقبہ بن الحارثؓ	〃
۳۷۶	حضرت عقبہ بن عامرؓ	۹۶۴
۳۷۷	حضرت عکاشہؓ	〃
۳۷۸	حضرت علاءؓ	〃
۳۷۹	حضرت عمّارؓ	〃

نمبر	عنوان	صفحہ
۳۸۰	حضرت عمران رضؓ	۹۶۵
۳۸۱	حضرت عمر بن ابی سلمہ رضؓ	۹۶۶
۳۸۲	حضرت عمرو بن العاص رضؓ	۹۶۷
۳۸۳	حضرت عمروؓ بن اُمیّہ	۹۶۸
۳۸۴	حضرت عمرو بن تغلب رضؓ	〃
۳۸۵	حضرت عمرو بن حارث رضؓ	〃
۳۸۶	حضرت عمرو بن سلمہ رضؓ	〃
۳۸۷	حضرت عمرو بن عبسہ رضؓ	۹۶۹
۳۸۸	حضرت عمرہ بنت رواحہ رضؓ	〃
۳۸۹	حضرت عمیرؓ	۹۷۰
۳۹۰	حضرت عمیر بن حمام رضؓ	〃
۳۹۱	حضرت عوف بن مالک رضؓ	〃
۳۹۲	حضرت عویمر رضؓ	۹۷۱
۳۹۳	حضرت فاطمہ بنت ابی جبیش رضؓ	〃
۳۹۴	حضرت فاطمہ بنت عمروؓ رضؓ	〃
۳۹۵	حضرت فاطمہ بنت قیس رضؓ	۹۷۲
۳۹۶	حضرت فضل بن عباسؓ رضؓ	۹۷۳
۳۹۷	حضرت قبیصہ رضؓ	〃
۳۹۸	حضرت قُدامہ رضؓ	〃
۳۹۹	حضرت قعقاع رضؓ	〃
۴۰۰	حضرت قیس بن سعدؓ رضؓ	۹۷۴
۴۰۱	حضرت قیس بن صِرمہ رضؓ	〃
۴۰۲	حضرت کرز بن جابر رضؓ	〃
۴۰۳	حضرت کعب بن عجرہؓ رضؓ	〃
۴۰۴	حضرت کعب بن مالک رضؓ	۹۷۵
۴۰۵	حضرت ماعز رضؓ	۹۷۶
۴۰۶	حضرت مالک بن دخشن رضؓ	〃
۴۰۷	حضرت مالک بن حویرث رضؓ	۹۷۷
۴۰۸	حضرت مجاشع رضؓ	〃
۴۰۹	حضرت محمّد بن مسلمہ رضؓ	۹۷۸
۴۱۰	حضرت محمود رضؓ	〃
۴۱۱	حضرت محمیہ رضؓ	۹۷۹
۴۱۲	حضرت محیصہ رضؓ	〃
۴۱۳	حضرت مخرمہ رضؓ	〃
۴۱۴	حضرت مرارہ رضؓ	۹۸۰
۴۱۵	حضرت مِسطح رضؓ	〃
۴۱۶	حضرت مِسوَر رضؓ	〃
۴۱۷	حضرت مسیّب	۹۸۱
۴۱۸	حضرت مصعب رضؓ	〃
۴۱۹	حضرت مطیع رضؓ	〃
۴۲۰	حضرت معاذ بن جبل رضؓ	〃
۴۲۱	حضرت معاذ بن عفراء رضؓ	۹۸۲
۴۲۲	حضرت معاذ بن عمرو رضؓ	〃
۴۲۳	حضرت معاویہ بن الحکم رضؓ	۹۸۳
۴۲۴	حضرت معقل رضؓ	۹۸۴
۴۲۵	حضرت معن بن عدی رضؓ	〃
۴۲۶	حضرت معن بن یزید رضؓ	〃
۴۲۷	حضرت مغیث رضؓ	۹۸۵
۴۲۸	حضرت مغیرہ رضؓ	〃
۴۲۹	حضرت مقداد رضؓ	۹۸۷
۴۳۰	حضرت مقداد بن عمروؓ رضؓ	۹۸۸
۴۳۱	حضرت مُلَیکہ رضؓ	〃
۴۳۲	حضرت منذر بن ابی اسید رضؓ	〃
۴۳۳	حضرت منذر بن عمرو رضؓ	۹۸۹
۴۳۴	حضرت نافع رضؓ	〃
۴۳۵	حضرت نائلہ رضؓ	〃
۴۳۶	حضرت نجاشی رضؓ	〃
۴۳۷	حضرت نعمان بن بشیر رضؓ	〃

نمبر	عنوان	صفحہ
۴۳۸	حضرت نعمان بن مقرنؓ	۹۹۰
۴۳۹	حضرت نعیمؓ	″
۴۴۰	حضرت نعیمانؓ	″
۴۴۱	حضرت نوفلؓ	″
۴۴۲	حضرت وحشیؓ	″
۴۴۳	حضرت ورقہؓ	۹۹۱
۴۴۴	حضرت ہشام بن حکیمؓ	″
۴۴۵	حضرت ہشام بن عامرؓ	۹۹۲
۴۴۶	حضرت ہلالؓ	″
۴۴۷	حضرت ہندؓ	″
۴۴۸	حضرت یزیدؓ	۹۹۳
۴۴۹	حضرت یعلیٰؓ	″
۴۵۰	حضرت یمانؓ	۹۹۴
۴۵۱	**متفرق صحابہؓ و صحابیاتؓ**	″
	تاریخ التابعینؒ	
۴۵۲	حضرت ابان بن عثمانؒ	۱۰۰۹
۴۵۳	حضرت ابن ابی عمرہؒ	″
۴۵۴	حضرت ابن وعلہؒ	″
۴۵۵	حضرت ابوالاسودؒ	″
۴۵۶	حضرت ابوالعالیہؒ	″
۴۵۷	حضرت ابوالہیاجؒ	۱۰۱۰
۴۵۸	حضرت ابوتمیمؒ	″
۴۵۹	حضرت ابوجمرہؒ	″
۴۶۰	حضرت ابوحسانؒ	″
۴۶۱	حضرت ابوسعیدؒ	″
۴۶۲	حضرت ابوسلمہؒ	۱۰۱۱
۴۶۳	حضرت ابوقلابہؒ	″
۴۶۴	حضرت ابولیلیٰؒ	″

نمبر	عنوان	صفحہ
۴۶۵	حضرت ازرقؒ	۱۰۱۱
۴۶۶	حضرت اُمِّ درداءؒ	″
۴۶۷	حضرت انس بن سیرینؒ	″
۴۶۸	حضرت اویس قرنیؒ	۱۰۱۲
۴۶۹	حضرت ایمنؒ	″
۴۷۰	حضرت بُسرؒ	۱۰۱۳
۴۷۱	حضرت ثابتؒ	″
۴۷۲	حضرت حارثؒ	″
۴۷۳	حضرت حُرؒ	″
۴۷۴	حضرت حفصہؒ	″
۴۷۵	حضرت خالد بن العاصؒ	۱۰۱۴
۴۷۶	حضرت خالد بن مہاجرؒ	
۴۷۷	حضرت خرشہؒ	″
۴۷۸	حضرت زبیرؒ	″
۴۷۹	حضرت زبیدؒ	″
۴۸۰	حضرت زہریؒ	″
۴۸۱	حضرت زینبؒ	۱۰۱۵
۴۸۲	حضرت سائبؒ	″
۴۸۳	حضرت سعدؒ	″
۴۸۴	حضرت سعیدؒ	۱۰۱۶
۴۸۵	حضرت سویدؒ	۱۰۱۷
۴۸۶	حضرت شُرَحبیلؒ	″
۴۸۷	حضرت شعبیؒ	″
۴۸۸	حضرت شیبہؒ	″
۴۸۹	حضرت صنابحیؒ	″
۴۹۰	حضرت طارقؒ	۱۰۱۸
۴۹۱	حضرت طاؤسؒ	″
۴۹۲	حضرت عبدالرحمٰن بن اسودؒ	″
۴۹۳	حضرت عبدالرحمٰن بن حارثؒ	″

نمبر	عنوان	صفحہ
۴۹۴	حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ	۱۰۱۸
۴۹۵	حضرت عبدالرحمٰن بن عبد رب الکعبہ	۱۰۱۹
۴۹۶	حضرت عبدالرحمٰن بن مطعمؒ	〃
۴۹۷	حضرت عبداللہ بن حنینؒ	〃
۴۹۸	حضرت عبداللہ بن رباحؒ	〃
۴۹۹	حضرت عبداللہ بن سعدیؒ	۱۰۲۰
۵۰۰	حضرت عبداللہ بن شقیقؒ	〃
۵۰۱	حضرت عبداللہ بن صامتؓ	〃
۵۰۲	حضرت عبداللہ بن عامرؒ	〃
۵۰۲	حضرت عبیداللہ بن عدیؒ	〃
۵۰۴	حضرت عتبہؒ	۱۰۲۱
۵۰۵	حضرت عُروہؒ	〃
۵۰۶	حضرت عسعسؒ	۱۰۲۲
۵۰۷	حضرت عکرمہؒ	۱۰۲۳
۵۰۸	حضرت علقمہؒ	〃
۵۰۹	حضرت علی بن حسینؒ	〃
۵۱۰	حضرت عمر بن عبیداللہؒ	۱۰۲۴
۵۱۱	حضرت عمروؒ	۱۰۲۴
۵۱۲	حضرت عنبسہؒ	〃
۵۱۳	حضرت کریبؒ	〃
۵۱۴	حضرت مالکؒ	۱۰۲۵
۵۱۵	حضرت محمدؒ بن ابی بکرؒ	〃
۵۱۶	حضرت محمدؒ بن اُسامہؒ	〃
۵۱۷	حضرت محمدؒ بن سیرین	〃
۵۱۸	حضرت محمدؒ بن عبدالرحمٰنؒ	۱۰۲۶
۵۱۹	حضرت مسروقؒ	〃
۵۲۰	حضرت معاذہؒ	〃
۵۲۱	حضرت معدانؒ	〃
۵۲۲	حضرت نافع بن عبدالحارث	〃
۵۲۳	حضرت ہنیؒ	۱۰۲۷
۵۲۴	حضرت یزید بن رومانؒ	〃
۵۲۵	حضرت یزید تیمیؒ	〃
۵۲۶	**متفرق تابعینؒ**	〃